لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۳ | ماہِ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۴۴ء | عدد ۱۲

فہرست مضامین

ایک معزز دوست کے چند سوالات اور انکا جواب

از جناب مولنا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مبلغ سلسلہ احمدیہ

نواب چوہدری محمد الدین صاحب کو اُن کے ایک معزز دوست نے احقاقِ حق کے لئے چند سوالات لکھ بھیجے تھے۔ جو انہوں نے جواب کے لئے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو دیئے۔ مولوی صاحب نے جو جوابات تحریر فرمائے ہیں وہ مع سوالوں کے شائع کئے جاتے ہیں۔ حق طلبی کی نیت سے تحقیقِ مسائل کی طرف متوجہ ہونا موجبِ ثواب اور باعثِ رضاءِ الٰہی و سعادتِ دارین ہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ طرفین کے لئے یہ سلسلہ رقیمۃ الوداد، بابرکت اور موجبِ تعلقاتِ محبت و اخوت بنائے۔ اور اس کے نتائج فریقین کے لئے ہر پہلو کے لحاظ سے بہتر سے بہتر ظہور میں آئیں۔ آمین ثم آمین۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۱:۔ حدیثوں میں تو خاص کر ابن مریمؑ کے آنے کا ذکر ہے۔ آپ صحیح بخاری دیکھ لیں، یا صحیح مسلم یا کوئی اور حدیث کی کتاب۔ اس صورت میں آپ کن وجوہات پر یہ کہتے ہیں کہ مثیل مسیحؑ نے آنا تھا؟ رہا یہ سوال کہ حضرت الیاسؑ کی آمد کی بابت آپ لوگوں کی طرف سے بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت یحییٰؑ نے آنا تھا اور اس طرح سے وہ مثیل الیاسؑ آئے۔ آپ اگر ابن مریم دیکھینگے تو آپ پر ظاہر ہو جاویگا کہ بائیبل کی یہ داستان ہی فرضی ہے۔

دیگر بائیبل کا یہ مضمون ہمارے لئے کیسے سند ہو سکتا ہے جبکہ آنیوالے کو ابن مریم کہا گیا ہو؟

سوال نمبر ۲:۔ اگر خدائی وعدہ قرآن میں یا دیگر کتب انبیاء میں عیسٰے یا مسیح یا مثیل مسیح کے آنیکا نہیں ہے۔ تو آپ مرزا صاحب موصوف کو کس طرح مسیح موعود کہتے ہیں۔ حضورؐ نے تو ابن مریم کے آنے کی بشارت دی۔ وہ بشارت خدائی وعدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۵ پر ہے کہ میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا تھا۔ اس وعدہ کا کہاں ذکر ہے۔ ذرا مفصل بیان کیجیے گا۔ کہاں سے اس کا کھوج نکالیں؟

سوال نمبر ۳:- اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں ہے۔ کہ ہمارا دعوے ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ لیجیئے ظلی نبی کا بھی سوال اُڑ گیا۔ یا مثیل عیسیٰ کا۔ خاتم النبیین کے معنے پھر اور کرنے پڑینگے؟

سوال نمبر ۴:- جو غلبہ دین اسلام کو حضرت مسیح یا مثیل مسیح (آپ کے خیال کے مطابق) کے زمانہ میں ہونا تھا اس کا کیا حشر ہوا۔ سنہ ۱۹۰۸ء کے بعد تو مسلمانوں کی اور حالت بگڑ گئی۔ اور روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ دیکھئے صفحہ ۸۲، ۸۳ چشمہ معرفت۔ کیا چند ایک یورپین انگریزوں کا مسلمان ہونا کافی ہے؟

مَیں مرزا صاحبؒ کے چند ایک دعاوی کا مفصل ذکر کروں تو وہ ایک لمبی داستان ہو جائیگی۔ آخر میں یہ بھی تو ہے کہ مرزا صاحب کرشن کے اوتار ہیں۔ کیا لفظ اوتار کے وہی معنے ہیں جو ہندو صاحبان لیتے ہیں۔ اور کیا یہ عقیدہ ایک اسلامی عقیدہ کہا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر ۵:- اگر مرزا صاحب موصوف مثیل مسیح ہیں تو تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۹ میں یہ کیوں لکھا گیا کہ مسیح ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

سوال نمبر ۶:- آپ نے ایک اپنی تحریر میں اور سر ظفر اللہ خان صاحب نے بھی دوسرے نبیوں کے ذکر کے اخیر میں لکھا ہے کہ پھر حضرت احمدؐ آئے۔ جس سے مراد آپ کی مرزا صاحبؒ ہیں جن کا نام نامی غلام احمد ہے۔ کیا آپ نے ان کو وہی حضرت احمدؐ قرار دیا ہے جس کی بشارت قرآن کریم میں "مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ"

آپ جو مجھ کبھی کبھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپ کو پوری کیفیت معلوم نہیں ہے۔ اس لئے مہربانی کرکے کسی مستند آدمی سے اس کا جواب تحریر کرا کر بھیجیں۔

سوال نمبر ۷:- مَیں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب پہلے اس کے قائل تھے کہ حضرت مسیح ابن مریم دوبارہ دُنیا میں آئیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے کسی وقت اس عقیدہ کو تبدیل کیا ہے۔ مَیں نے آپ کے مولوی صاحب سے کہا تھا کہ براہ مہربانی جس وقت پہلی دفعہ مرزا صاحبؒ نے اِس عقیدہ کو بدلا ہے اس کے الفاظ نقل کرکے بھیجدیں اور کتاب کا حوالہ دیدیں؛

پہلے سوال کا جواب!

آپ کا پہلا سوال آنے والے موعود کے متعلق یہ ہے۔ کہ حدیث بخاری میں اسے ابن مریم کہا گیا ہے لہٰذا یہ آنے والا موعود ابن مریم کے نام والا ہونا چاہیئے۔ نہ اس کے سوا کوئی اور۔ آپ کے اِس سوال کے

جواب میں ذیل کے امور قابل توجہ ہیں:-

(ا) کیا جس قدر الفاظ حدیث صحیح بخاری کے ابن مریم کی آمد کے متعلق بیان کئے گئے ہیں وہ صرف ابن مریم کی نام تک ہی محدود اور محصور کئے گئے ہیں یا کچھ اور الفاظ بھی ابن مریم کے نام کے ساتھ مذکور ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث جس میں ابن مریم کی آمد کا وعدہ دیا گیا ہے اس کی ایک روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ اس حدیث کے الفاظ میں بیشک ابن مریم کا نام ہے لیکن ساتھ ہی و امامکم منکم کا فقرہ بھی موجود ہے جس میں آنحضرت صلعم نے خود ہی یہ بھی بتا دیا کہ ابن مریم کون ہے، وہ تمہارا امام ہے جو اے اہلِ اسلام تم میں سے ہوگا۔ اب اگر ابن مریم سے مراد وہی مسیح اسرائیلی ہوتے تو وہ اُمتِ محمدیہ کے فرد تو نہیں اور نہ ہی وہ اُمتِ محمدیہ کے لئے رسول ہو کر آ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن کریم کی سورۂ آل عمران میں اُنہیں رَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ کے فقرہ میں اسرائیلیوں کا رسول قرار دیا ہے۔ اور سورۂ صف میں حسب آیت وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ۔ ان کا قول یوں پیش کیا گیا ہے۔ کہ مسیحؑ نے کہا کہ اے قوم بنی اسرائیل میں صرف تمہاری طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہوں۔ اِن نصوصِ صریحہ سے صاف ظاہر ہے کہ اسرائیلی مسیحؑ کی آمد کا وعدہ آنحضرت صلعم ابن مریم کے نام سے اُمتِ محمدیہ کو نہیں دے رہے بلکہ یہ ابن مریم جس کا وعدہ اُمتِ محمدیہ کو حدیث نبوی میں دیا گیا ہے وہ ابن مریم اُمتِ محمدیہ ہی کا ایک فرد پیش کیا گیا ہے، نہ کہ اُمتِ اسرائیلیہ کا۔

(ب) پھر آپ اگر یہ کہیں کہ ابن مریم سے مراد از روئے تاویل ابن مریم کا مثیل کیوں لیا جاتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ علاوہ امامکم منکم کے قرینہ کے جو خود آنحضرت صلعم نے بطور تشریح کے پیش فرما دیا مسیح ابن مریم جو اسرائیلی ہیں اُن کی وفات کا ثبوت بھی ایک زبردست قرینہ ہے۔ کہ جس آنے والے مسیح ابن مریم کا وعدہ بطور پیشگوئی کے حدیث نبوی میں مذکور ہے، وہ مسیح ابن مریم اسرائیلی مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم کے بہت سے مقامات میں آپؑ کی وفات کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ اور بعض حدیثوں میں علاوہ وفات کے ثبوت کے آنحضرت صلعم نے اُن کی عمر کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ وہ ایک سو بیس سال ہوئی ہے۔ اور پھر صحیح بخاری میں دو مختلف حلیوں کا ذکر بھی آیا ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دو مسیح ہیں، ایک مسیح اسرائیلی اور دوسرے مسیح محمدی۔ جہاں مسیح اسرائیلی کے حلیہ کا ذکر ہے وہاں فوت شدہ نبیوں یعنی حضرت ابراہیمؑ اور

حضرت موسیٰؑ کے حلیہ کا بھی مسیح اسرائیلی کے حلیہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور مسیح اسرائیلی کے اس حلیہ کی نسبت اَحۡمَرُ اور جَعۡدٌ کے الفاظ مذکور ہیں۔ کہ مسیح اسرائیلی سُرخ رنگ اور گھنگریالے بالوں والا تھا۔ لیکن جہاں مسیح محمدیؐ کا حلیہ بیان کیا گیا ہے وہاں آدم اور سبط الشعر کے الفاظ مذکور ہیں۔ گندم گوں اور سیدھے بالوں والا ہوگا۔ نیز مسیح محمدی کے ذکر کے ساتھ دجّال کا بھی ذکر کیا گیا ہے کیا ان دو حلیوں سے جو مختلف ہیں دو الگ الگ مسیح ثابت نہیں ہوتے؟ آج اس زمانہ میں تو صرف ایک انگوٹھا لگانا بھی فیصلہ کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے لیکن افسوس! کہ آنحضرت صلعم کے دو مختلف بتائے ہوئے حلیے دو الگ الگ ہستیوں کے تنازع کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے کافی نہیں سمجھے جاتے حالانکہ اس فیصلہ کی تائید میں اور بھی کثرت کے ساتھ قرائن پائے جاتے ہیں۔

اور علاوہ مَوت کے قرینہ کے قرآن کریم کی سورۃ نور کی آیت استخلاف یعنی آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ بھی زبردست قرینہ اس بات کا ہے کہ آنے والا ابن مریم یا مسیح ابن مریم یا عیسیٰ مسیح ابن مریم جو نام بھی ان ناموں میں سے آپ آنیوالے موعود کے متعلق سمجھیں بہرحال آپ اسے آنحضرت صلعم کے بعد آنیوالے مسیح ابن مریم کو آنحضرت صلعم کا خلیفہ ہی قرار دے سکتے ہیں۔ اور اگر آپ اوپر کی آیت پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو صریح طور پر یہ بات سمجھ میں آسکے گی کہ آنیوالا مسیح ابن مریم اگر آنحضرت صلعم کے خلفاء میں سے خلیفہ ہونیوالا ہے تو وہ یقیناً اسرائیلی مسیح اور اسرائیلی ابن مریم اور اسرائیلی عیسےٰ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلعم کے سب خلفاء جو آپؐ کے بعد قیامت تک وعدہ کے مطابق خدا کی طرف سے منصب خلافت پر فائز ہونیوالے ہیں وہ فقرۂ وَعَدَ اللّٰہُ کے رُو سے ایک تو وعدہ کے رُو سے موعود ہیں دوسرے فقرۂ اٰمَنُوۡا کے رُو سے اُمت محمدیہ کے مومنوں کے لئے بطور وعدہ بشارت موعود کی حیثیت میں آنیوالے ہیں تیسرے لفظ مِنۡکُمۡ کے رو سے اُمت محمدیہ کے مومنوں میں سے آنیوالے ہیں نہ کہ اسرائیلیوں میں سے۔ اور چوتھے لفظ کَمَا کے رُو سے وہ پہلے گذرے ہوئے خلیفے جو موسیٰ نبیؑ کے خلیفے ہو گذرے ہیں اور گذشتہ زمانہ میں گذر چکے ہیں آنحضرت صلعم کے خلفاء کے لئے مشبّہ بہ ہیں اور آنحضرت صلعم کے خلفاء موسوی خلفاء کے مثیل اور مشبّہ اور مشبّہ بہ چیز مشبّہ چیز کی عین نہیں ہوتی بلکہ مغائر ہوا کرتی ہے۔ پس لفظ کَمَا جو تشبیہ کو چاہتا ہے اس سے مسیح اسرائیلی جو موسیٰؑ کا خلیفہ ہے وہ آنحضرت صلعم کا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں آنحضرت صلعم کا خلیفہ مسیح اسرائیلی کا مثیل ہوسکتا ہے۔ اور جس طرح

سورہ مزمل کی آیت اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ٥ کے رو سے لفظ کَمَا کی تشبیہہ سے آنحضرت صلعم کو موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا، اسی طرح آیت استخلاف کے لفظ کَمَا سے جو تشبیہہ کے اظہار کے لئے ہے محمدی خلفاء کو موسوی خلفاء کا مثیل قرار دیا ہے اور مسیح اسرائیلی موسیٰ کا خلیفہ ہے۔ تو حرف کَمَا سے جو تشبیہہ کے لئے لایا گیا ہے اس سے وہ آنحضرت صلعم کا خلیفہ نہیں ہو سکتا بلکہ آنحضرت صلعم کا خلیفہ مسیح اسرائیلی کا مثیل ہونا چاہیئے نہ کہ عین۔ پس اگر حدیث بخاری میں آنیوالے کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے، تو حدیث ہی کے الفاظ میں اِس ابن مریم کو امامکم منکم کے الفاظ میں اُمت محمدیہ کا فرد اور مسیح محمدی قرار دیا گیا ہے، جو قرآن کریم کی آیت استخلاف اور اس کے حرف کَمَا کے رو سے اسرائیلی مسیح ابن مریم نہیں بلکہ اس کا مثیل ثابت ہو رہا ہے۔

(ج) اور اگر آپ اس صحیح تاویل کو قبول نہ کریں جو قرآن کریم کے لفظ کَمَا اور حدیث بخاری کے فقرہ (امامکم منکم کے رُو سے نہایت معقول طریق پر پیش کر کے ابن مریم سے مُراد مثیل ابن مریم لی گئی ہے۔ اور آپ الفاظِ حدیث کے ظاہری معنوں پر اصرار کرتے ہوئے ابن مریم سے مسیح اسرائیلی ہی مُراد لیں اور تاویل کی جگہ حقیقی ابن مریم ہی سمجھیں تو پھر اس طرح کے ظاہری معنوں پر زور دینے سے خود حدیث کی صحت کو قبول کرنے میں دِقت پیش آئے گی۔ اور وہ اِس طرح کہ حدیث بخاری کے مذکورہ الفاظ میں ابن مریم کا لفظ تو ایک دفعہ استعمال ہوا ہے لیکن خطاب کی ضمیریں اسی حدیث میں چار دفعہ استعمال ہوئی ہیں۔ ایک ضمیر خطاب کی اَنْتُمْ استعمال ہوئی ہے۔ دوسری فیکم میں ضمیر کُمْ ہے۔ تیسری اِمامکم میں ضمیر کُمْ ہے۔ چوتھی منکم کے لفظ کُمْ کی ضمیر۔ اور ان چاروں ضمیروں میں مخاطب آنحضرت صلعم کے صحابہؓ تھے۔ جو حدیث کے بیان کرنے کے وقت سامنے موجود تھے۔ جنہیں مخاطب کر کے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ابن مریم تم میں اُترے گا۔ اب اگر ابن مریم کی تاویل ناجائز ہے تو ان خطاب کی چاروں ضمائر کے اصل مخاطب بھی صحابہ کرامؓ ہی تھے، ان ضمائر سے مراد بھی صحابہؓ ہی ہو سکتے ہیں نہ اور لوگ۔ اِس صورت میں کہ تاویل ناجائز ہے، حدیث کا یہ مطلب ہوگا، کہ اصل ابن مریم اصل صحابہؓ میں نازل ہو۔ ورنہ صحابہؓ کے فوت ہو جانے سے حدیث کی صحت پر زد پڑے گی، کہ جن صحابہ کو مخاطب کر کے آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا، کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا وہ صحابہؓ سب کے سب فوت بھی ہو چکے لیکن ابن مریم اُن میں نازل نہ ہوا۔ چاہیئے تھا کہ ابن مریم حدیث کے الفاظ کے مطابق صحابہؓ کے اندر ضرور نازل

ہوتے یا اگر ابن مریم بمعنی اصل ابن مریم نازل نہیں ہوئے تھے تو اُن کے نازل ہونے تک صحابہؓ ضرور زندہ رہتے، تا الفاظ کے ظاہری معنوں کے مطابق پیشگوئی پوری ہوتی۔ لیکن صحابہؓ تو سب کے سب فوت ہو چکے ؛ اب کیا حدیث کی صحت میں فرق سمجھا جائیگا ؟ ہرگز نہیں بلکہ حدیث کی صحت تو ابتک تسلیم کی جا رہی ہے۔ خصوصاً رکتاب ابن مریم" کے مؤلف صاحب تو ضرور ہی اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔ اب اگر اُن کے نزدیک ابن مریم کے نام سے اصل ابن مریم مراد ہے تو خطاب کی چار ضمیروں سے مراد بھی آنحضرت صلعم کے صحابہؓ ہی مراد ہوسکتے ہیں۔ اور اگر آپ کے نزدیک صحابہؓ کے فوت ہو جانے پر بھی حدیث کی صحت میں فرق نہیں آتا اور صحابہؓ کی وفات کیوجہ سے آپ کے نزدیک وہ لوگ بھی صحابہؓ کے قائم مقام سمجھنے سے بصورت تاویل درست تسلیم ہوسکتے ہیں جنکے اندر ابن مریم نازل ہوں تو اِس صورت میں صحابہؓ کی وفات کی وجہ سے اگر خطاب کی چار ضمیریں جن کے مصداق صحابہؓ تھے، اُن سے مراد صحابہؓ نہیں تھے بلکہ صحابہؓ کے قائم مقام اور صحابہؓ کے مثیل مراد ہوسکتے ہیں تو اصل ابن مریم جو مسیح اسرائیلی ہیں جبکہ صحابہؓ کی طرح قرآن وحدیث کے رو سے وہ بھی فوت شدہ ثابت ہیں، تو پھر ابن مریم کی وفات کے ثبوت کے بعد لفظ ابن مریم کیوں قابلِ تاویل نہ ہوگا؟ اور اس سے مراد بجائے اصل ابن مریم کے کیوں مثیل ابن مریم نہ ہوگا؟ اور اگر صحابہؓ کی وفات کی رو سے صحابہؓ کے خطاب والی چار ضمیریں قابلِ تاویل ہوسکتی ہیں تو اِن چاروں کے مقابل ابن مریم کی وفات کے ثبوت کے بعد کیوں ایک لفظ ابن مریم کا قابلِ تاویل اور مثیلِ ابن مریم پر دال نہ ہوگا ؟ کیا یہ عجیب انصاف کی صورت علمی دلائل کے سلسلہ میں قابلِ حرف زنی تو نہ ہوگی کہ آپ صحابہؓ کی وفات سے تو چار لفظوں کی جو ابن مریم والی حدیث کے ہیں تاویل کرنا اور صحابہؓ سے مراد صحابہؓ کے قائم مقام لوگ درست تسلیم کرلیں۔ لیکن جب ابن مریم کی وفات کا ثبوت قرآن وحدیث سے ملے تو ابن مریم کی وفات کے ثبوت پر ابن مریم کے لفظ کی تاویل کو سخت ناپسند کریں۔ حالانکہ استدلال کے لئے دونوں صورتیں آپس میں متشابہ اور بالکل ہم شکل ہیں۔ یعنی جس طرح صحابہؓ کے مخاطب کئے جانے کی چاروں ضمائر صحابہؓ کی وفات کے قرینہ سے قابلِ تاویل ہو کر اُن کے مثیل اور قائم مقام لوگوں پر دلالت کرنے والی ہیں، اُسی طرح ابن مریم کی وفات کے قرینہ سے ابن مریم سے مراد ابن مریم کا مثیل اور اُس کا قائم مقام ہوسکتا ہے۔ کیا اس پیش کردہ صورتِ استدلال کی رو سے حقیقت کو پالینا اور اصل حقیقت کو سمجھ لینا کچھ مشکل بات ہے ؟

(د) اگر محلِ کلام کی ضرورت پر بھی جو تاویل کی مقتضی ہو انسان اس سے پہلو تہی کرے تو کلام

صحیح کا مناسب پہلو اپنے افادہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے حسب ذیل مرقومہ مثالیں قابل توجہ ہیں:۔

(۱) مثلاً صحیح بخاری کی پہلی جلد میں کتاب الاذان میں ذیل کی حدیث میں آنحضرت صلعم نے اپنی ازواج مطہرات کی نسبت یہ الفاظ عند المخاطبہ بیان فرمائے۔ اِنَّکُنَّ لَاَنْتُنَّ صواحب یوسف۔ یعنی اے میری ازواج تم یقیناً بلا کسی شک و شبہ کے یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ آنحضرت صلعم کا اپنے کلام میں باستعمال حرفِ اِنَّ اور لام جو تاکید کے لحاظ سے قائم مقام تین قسموں کے ہیں۔ حرفِ اِنَّ بنونِ ثقیلہ قائم مقام دو قسموں کے اور حرفِ لام قائم مقام ایک قسم کے ساتھ دونوں حرفوں کے ساتھ تاکید کے طور پر یہ فرمانا، کہ تم اے میری بیویو! یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔ کیا آنحضرت صلعم کی اس حدیث بخاری کی رو سے جو بالکل صحیح حدیث ہے اور آپ کا کلام جو بالکل حق اور درست مسلم ہے۔ کیا اس کلام میں صواحب یوسف کے ساتھ چونکہ لفظ مثل یا مثیل یا کوئی حرفِ تشبیہ استعمال نہیں ہوا۔ آپ کی طبیعت کا انسان جو ابن مریم سے بلا تاویل ابن مریم ہی مراد لینے کا خوگر ہے، اگر آنحضرت صلعم کے اس پیش کردہ کلام سے صواحب یوسف سے فی الواقع صواحب یوسف ہی مراد لے اور ساتھ ہی حرفِ اِنَّ اور حرفِ لام کی تاکید سے اس پر زور دے کہ جب آنحضرت صلعم زبردست تاکید سے فرماتے ہیں، آپ کے ہاں جو آپ کی بیویاں کہلانے والی خواتین تھیں وہ واقعی طور پر صواحب یوسف تھیں، اور ابن مریم والی حدیث میں تو ابن مریم کے متعلق کوئی تاکید کا حرف بھی نہیں استعمال ہوا، پھر بھی مؤلف کتاب "ابن مریم" ابن مریم سے مراد باوجود بکثرت حوالجات وفات ابن مریم اسرائیلی ابن مریم ہی لے رہے ہیں تو صواحب یوسف کا لفظ تو تاکیدی حروف کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ پھر صواحب یوسف کی وفات کا ذکر ان کا نام لے کر نہ قرآن میں پایا جاتا ہے نہ حدیث میں۔ لیکن ابن مریم کی وفات کا ذکر تو صرف قرآن کریم کی آیات سے ہی پیش کیا جائے تو تیس آیات کے قریب قریب وفات مسیح ابن مریم کے ثبوت میں پائی جاتی ہیں۔ پس ایسا شخص جو ان قرائن وفات کی موجودگی میں پھر بھی ابن مریم سے ابن مریم ہی مراد لیتا ہے اس کا حق ہے کہ وہ اپنی اس دلیل کے ضابطہ کی رو سے صواحب یوسف سے مراد ضرور صواحب یوسف ہی لے لیکن کیا آپ کے نزدیک صواحب یوسف کا فقرہ قابلِ تاویل اور مماثلت کے معنوں میں بطور استعارہ تسلیم ہوگا یا بغیر تاویل کے بصورت محکم حقیقی معنوں میں واقعی وہی صواحب یوسف جو حضرت یوسفؑ کے وقت میں مصری عورتیں تھیں مراد ہونگی؟ اگر آپ صواحب یوسف سے مراد مصری عورتیں نہ لیں، بلکہ آنحضرتؐ کی ازواجِ مطہرات مراد لیں تو آپ

سے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب لفظ مماثلت کا اور حرف تشبیہ کا صواحب یوسف کے متعلق استعمال نہیں کیا گیا تو آپ صواحب یوسف کو مماثلت کے معنوں میں کس قاعدہ سے لیتے ہیں؟ اگر آپ جواب میں یہ فرماویں کہ صواحب یوسف کا لفظ بطور استعارہ استعمال ہوا ہے اور استعارہ بھی گو مماثلت کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں حرف تشبیہ استعمال نہیں کیا جاتا۔ جیسے کہ کہیں کہ زید شیر ہے یا زید کو بوصف سخاوت کہیں کہ زید حاتم ہے یا بوصف جمال کہیں کہ زید یوسف ہے تو بصورت استعارہ مشبّہ کی جگہ مشبّہ بہ کو استعمال کرنے سے شدت مشابہت کا اظہار مقصود ہوتا ہے تشبیہ اور استعارہ کے درمیان یہ فرق پایا جاتا ہے کہ تشبیہ میں مشبّہ اور مشبّہ بہ کا علاقہ حرف تشبیہ سے ذکر کیا جاتا ہے اور استعارہ میں حرف تشبیہ کو حذف کر کے مشبّہ کو شدت تشبیہ کی غرض سے مشبّہ بہ کے نام سے ذکر کرتے ہیں جیسے عدل کے وصف سے زید کو نوشیرواں کہا جائے۔

پس اسی طرح کی شدت مشابہت کے معنوں میں حدیث میں آنیوالے مسیح محمدی کو مسیح اسرائیلی سے بشدت مشابہت کیوجہ سے ابن مریم کا نام بطور استعارہ کے دیا گیا اور ازواج مطہرات کو صواحب یوسف کا۔

(۲) اور اگر ابن مریم کے متعلق آپکے قلب میں کُنیت کا استعمال کھٹکے کہ پیشگوئی یا استعارہ کی صورت اصل نام کی جگہ کُنیت کے ساتھ نہیں ہوتی تو اس کے جواب میں صحیح بخاری میں آنحضرت صلعم کی نسبت اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِیْ کَبْشَۃَ کے الفاظ پڑھ لیں، کہ آپؐ کو استعارہ کے طور پر ابن ابی کبشہ کی کُنیت سے ذکر کیا گیا۔ پھر آپ ہندوستان کے فصیح اور بلیغ شاعر کا ذیل میں منظوم کلام بھی ملاحظہ فرماسکتے ہیں ؎

ابن مریم ہوا کرے کوئی ✤ میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی

(۳) علاوہ اس کے اس طرح کے استعارات کے نمونے قرآن کریم میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلعم کے وقت کے یہود کو مخاطب کر کے قومی اشتراک کے معنے میں قوم یہود کے ان افراد کا فعل جو موسیٰؑ کے وقت تھے ان کے اس فعل کو قوم یہود کے ان افراد کی طرف منسوب کر کے کلام میں بھی انہی کو مخاطب کرنا ذیل کی آیات سے ظاہر ہے۔ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۰ دیکھیے! موسیٰؑ کو کہنے والے کون تھے۔ اور کلام میں خطاب والے کون لوگ ہیں۔ ایسا ہی آیت وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی۔ ایسا ہی آیت وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ اور آیت اِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ اور آیت وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وغیرہ

وغیرہ بہت سی مثالیں قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں۔ کہ فاعل افراد اور ہیں اور مخاطب افراد اور۔

(۴) اسی طرح کے استعارات کا نمونہ سابقہ الہامی کتب مقدسہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ملاکی نبی کی کتاب میں الیاس نبی کی پیشگوئی کا ذکر بطور استعارہ ہی کیا گیا ہے۔ جس سے مراد حضرت مسیح اسرائیلی کے فیصلہ کی رو سے حضرت یحییٰ نبی ظاہر ہوئے۔ اور بنی اسرائیل کے لئے الیاس نبی کی آمد کی پیشگوئی کا ذکر اور اہل اسلام کے لئے حدیث نبوی میں ابن مریم کا ذکر بطور پیشگوئی کے استعارہ کے لحاظ سے، دونوں پیشگوئیاں بالکل ہمشکل اور متشابہ ہیں۔ اور یہ کہنا کہ "بائیبل کا یہ مضمون ہمارے لئے کیسے سند ہو سکتا ہے" درست نہیں۔ کیونکہ قرآن تو کہتا ہے کہ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ کہ سند کے لئے تورات کو پیش کرو تا اس کی سند سے امر پیش کردہ کی تصدیق ہو سکے۔ لیکن آپ ہیں کہ قرآن کریم کے منشاء کے خلاف تورات کی سند کو تسلیم کرنا پسند نہیں کرتے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ قرآن میں سے الیاس کی پیشگوئی کی مشابہت کی ابن مریم کی پیشگوئی کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۵) اور اسرائیلی قوم اور اُمت محمدیہ کے موعودوں کی ابتلائی صورت دونوں قوموں کیلئے بالکل ہم شکل پائی جاتی ہے کہ اسرائیلیوں کا ایک موعود بھی پہلے شخص کے نام سے الیاس بتایا گیا حالانکہ وہ دراصل یوحنا یعنی یحییٰ تھا۔ اور یہود کی انتظار الیاس کے متعلق ابتلاء کے طور پر تھی۔ کیونکہ الیاس تو دراصل فوت شدہ نبی تھا جسے غلط فہمی سے زندہ سمجھ کر موعود سمجھا گیا۔ جیسے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو مسیح اسرائیلی جو فوت شدہ نبی ہے اس کے متعلق یہ غلط فہمی ہوئی کہ دونوں قومیں فوت شدہ مسیح اسرائیلی کو اپنا موعود قرار دیکر اس کی آمد کی غلط طور پر انتظار کرنے لگ گئیں، حالانکہ از روئے حقیقت الیاسؑ کا نام استعارہ کے طور پر حضرت یحییٰ کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ اور مسیح ابن مریم کا نام استعارہ کے طور پر حضرت احمدؑ قادیانی کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ اور قرآن نے اس مغالطہ کو دور کرنے کے لئے کہ الیاس سے اصل الیاس نہ سمجھا جائے آیت مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ الیاسؑ جو مسیحؑ سے پہلے کا رسول تھا وہ بھی اسی طرح فوت ہو کر دنیا سے گذر گیا جس طرح مسیحؑ سے پہلے دوسرے رسول فوت ہو کر گذر گئے اور آیت وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ کے رو سے اس مغالطہ کو دور کر دیا گیا جو فوت شدہ مسیح اسرائیلی کو غلط فہمی سے زندہ سمجھ کر اسے موعود کی حیثیت دے کر عیسائی اور مسلمان دونوں انتظار میں لگ گئے کہ مسیح ابن مریم جو اسرائیلی نبی ہے وہی آئے گا

ہے۔ پس آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے اس امر کو پیش کر کے کہ مسیح اسرائیلی جو محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے کا رسول ہے وہ بھی اسی طرح سے فوت ہو کر دُنیا سے گذر گیا جس طرح حضرت محمد رسول اللہ سے پہلے دوسرے رسول فوت ہو کر دُنیا سے چل بسے۔ پھر آنحضرتؐ کی وفات کے موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے خطبہ میں آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ الخ کو پڑھکر جب رسولوں کی جو آنحضرت صلعم سے پہلے ہو چکے تھے جن میں مسیح اسرائیلی بھی شامل تھے وفات سے آنحضرت صلعم کی وفات پر استدلال کیا کہ رسولوں کا منصبِ رسالت موت کے منافی نہیں ہوتا۔ پس جس طرح محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے سب رسول رسول ہونے کے باوجود موت سے بچ نہیں سکے، آنحضرت صلعم کا رسول ہو کر موت سے نہ بچنا اور فوت ہو جانا رسولوں کی سُنت کے مطابق تھا۔ اب حضرت ابوبکرؓ کا یہ استدلال جو آیت شریفہ سے آنحضرتؐ کی وفات کے ثبوت میں پیش کیا گیا وہ اسی صورت میں تسلیم ہو سکتا ہے، کہ آیت میں ان سب رسولوں کی وفات کو جو آنحضرت صلعم سے پہلے ہو گذرے بطور قاعدہ کلیہ کے تسلیم کیا جائے، ورنہ اگر پہلے رسولوں میں سے الیاسؑ یا مسیحؑ یا کسی اور رسول کو زندہ سمجھ لیا جائے تو آیت استدلال کا فائدہ نہیں دے سکتی جس فائدہ کی غرض سے اُسے استدلال کے معنوں میں پیش کیا گیا۔ اور خود خدا تعالےٰ پر بھی اعتراض پڑتا ہے۔ کہ اگر مسیح اسرائیلی جو آنحضرت صلعم سے پہلے کا رسول ہے وہ خدا کے نزدیک زندہ موجود تھا تو صحابہؓ کے لئے یہ آیت وجہ تسلّی نہیں ہو سکتی تھی بلکہ اُن کے لیے شکوہ اور شکایت کے لئے گنجائش تھی، کہ جب مسیح اسرائیلی جس کا سلسلہ ہدایت اور سلسلۂ اُمت آنحضرت صلعم کے ظہور سے ختم کر دیا گیا اُسے بے محل اور بے فائدہ زندہ رکھا گیا ہے تو وہ نبی جس کی نبوت کا سلسلہ، شریعت کا سلسلہ، اُمت کا سلسلہ مفید طور پر قیامت تک کے لئے جاری قرار دیا گیا اور جس کی زندگی مسیح اسرائیلی کی زندگی سے ہزار ہا درجہ بڑھکر مفید تھی اُسے کیوں نہ لمبی زندگی دی گئی۔ پھر اسی طرح حضرت ابوبکرؓ نے جو اس آیت سے استدلال کیا اس پر بھی جرح کی گنجائش باقی رہتی ہے کہ جب پہلے رسولوں میں سے مسیح اسرائیلی زندہ تھے اور زندہ رکھنے کے لئے خدا نے پہلے رسولوں سے انہیں مستثنےٰ رکھا تو یہ استثناء کا فائدہ آنحضرتؐ کو کیوں نصیب نہ ہوا۔ کیا صحابہؓ کے لئے مسیح اسرائیلی کی زندگی کے مقابل آنحضرتؐ کی وفات کا مسئلہ وجہ تسلی ہو سکتا تھا، یا یہ کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے صدمہ پر مسیحؑ کی حیات کا استثناء نمک بر جراحت کے معنوں میں انہیں سخت بے چین کرنیوالا محسوس نہ ہوتا۔ پھر جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنے خطبہ میں جو بخاری میں ہے

آنحضرت صلعم کی نسبت یہ الفاظ بھی کہدیئے کہ مَنْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ ۔ یعنی جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا ہے وہ تو فوت ہو گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ زندہ نہ مرنیوالا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے یہ الفاظ حضرت عمرؓ کے ان الفاظ کی تردید میں اور ان کے جوش سے بھرے ہوئے کلام کے مقابلہ میں کہے۔ جبکہ وہ کہہ رہے تھے کہ وَاللّٰہِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَمَنْ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ مَاتَ فَاضْرِبْ عُنُقَہٗ ۔ یعنی خدا کی قسم رسول اللہ فوت نہیں ہوئے اور جو شخص یہ کہیگا کہ رسول اللہ فوت ہو گئے میں اس شخص کی گردن کو تلوار سے اُڑا دوں گا لیکن جب حضرت عمرؓ نے یہ خطبہ بمعہ آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ کے سُنا تو صحابہؓ نے بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ کی اس بات کو تسلیم کرلیا کہ واقعی آنحضرت صلعم فوت ہو گئے۔ اور اسی طرح کہ جس طرح آپؐ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے۔ اب یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ جب ۶۳ سال کی عمر پر آنحضرت صلعم کی وفات کے انکار کو شرک اور آنحضرت صلعم کی عبادت سے تعبیر کیا جاتا ہے تو کیا مسیح اسرائیلی کو جو موسیٰؑ کا خلیفہ ہے اور قوم بنی اسرائیل کا رسول ہے اُسے مسلمانوں کا ابتک زندہ تسلیم کر لینا شرک میں داخل نہیں ہوگا ؟

(۴) پھر آنیوالے موعود کو جو آنحضرت کا خلیفہ ہے اور جسے حدیث میں استعارہ کے طور پر ابن مریم کے نام سے بھی ذکر کیا گیا ہے اس کے ابن مریم ہونیکی ایک توجیہہ سورۂ تحریم میں بھی مذکور ہے۔ اور وہ اس طرح کہ سورۂ تحریم میں کافروں کو بھی دو عورتوں سے تشبیہہ دی گئی ہے یعنی حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیوی سے جو کافر تھیں اور مومنوں کو بھی دو عورتوں سے تشبیہہ دیگئی ہے یعنی فرعون کی بیوی اور حضرت مریم سے۔ اب قرآن کریم میں حضرت مریم کی نسبت صدیقہ کا وصف اور مرتبہ بھی مذکور ہوا ہے اور پھر یہی ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے بطن سے مسیح ابن مریم جو بنی اسرائیل کے لئے نبی اور رسول تھے پیدا کئے گئے اب امت محمدیہ کے مومنوں کو جب فرعون کی بیوی اور حضرت مریم سے تشبیہہ دیگئی ہے تو ضرور ہے کہ امتِ محمدیہ کے بعض افراد حضرت مریم صدیقہ سے بھی مشابہت رکھنے والے ہوں۔ اور وہ صدیق بھی ہوں اور اس طرح وہ مثیل مریم ہوں۔ اور جب اُنہیں مریمی صفت سے ترقی دیکر خدا اُنہیں نبی بنائے تو مریم سے وہ ابن مریم بھی بن جائیں اور پھر ابن مریم ہوکر مسیح اسرائیلی کی مشابہت میں مسیح موعود ہوکر آنحضرت کے خلیفہ ہونے سے مسیح محمدی کی شان میں امت محمدیہ کے سامنے ظاہر ہوں۔ جیساکہ آج حضرت احمدؑ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سورۂ تحریم کی پیشگوئی کے مطابق ابن مریم بناکر خدا نے مبعوث فرما دیا اور وہ پیشگوئی جو ابن مریم کے لئے قرآن اور حدیث میں مقدر کی گئی تھی اس زمانہ

میں ظہور میں آئی ۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک ثم کذٰلک ۔

دوسرے سوال کا جواب !

دوسرے سوال کے جواب کا حصہ اوپر کے جواب میں بہ تفصیل آچکا ہے ۔ ہاں یہ فقرہ اِس دوسرے سوال کا ضرور قابلِ توجہ ہے کہ جو آپ نے فتاویٰ احمدیہ کے صلاہ کے حوالہ سے پیش کیا ہے ۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ "مَیں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا تھا" اس وعدہ کا کہاں ذکر ہے ، ذرا مفصل بیان کیجئے گا کہیں سے اس کا کھوج نکالیں ۔"

(۱) آپکے اِن الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس سیّدنا مرزا صاحبؑ کا یہ فرمان کہ "مَیں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا تھا" شائد یہ قول یونہی کہدیا ہے اِس کی دلیل یا سند کہیں سے نہیں مل سکتی ۔ اِسی وجہ سے آپ نے کہدیا کہ "کہیں سے اس کا کھوج نکالیں" آپ کا یہ سوال ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی آپ سے سوال کرے کہ آنحضرت صلعم جو سب انبیاء کے موعود ہیں اِس کا کیا ثبوت ہے ۔ تو جو جواب آپ دیں گے اُسی معیار پر ہم بھی جواب دیدیں گے ۔

(۲) تاہم آپ کی خاطر ذیل میں قرآن کریم اور حدیث بخاری کی سند سے سیّدنا حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ دعویٰ کے ثبوت کے لئے کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں ۔ امید ہے کہ ثبوتِ دعوے کے لئے جو کھوج نکال کر آپ کے پیش کیا جائیگا آپ اُسے توجہ سے پڑھیں گے ۔ اور ضرور اس میں غور کریں گے ۔ قرآن کریم کی سورۃ آل عمران کی آیت ذیل ملاحظہ فرمائیے ۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔

اللہ تعالےٰ نے اِن الفاظ میں بتایا ہے کہ سب نبیوں سے خدا تعالےٰ نے آنیوالے بعد کے رسول پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا وعدہ لیا ہے ۔ اور اس رسول سے مراد آنحضرت صلعم ہیں جن کی نسبت سب نبیوں سے وعدہ لیا گیا اور اس وعدہ کے بالمقابل آنحضرت صلعم سے سب نبیوں کی تصدیق کرائی ۔ اور سب نبیوں کی اُمتوں کے لئے خدا نے آپؐ کو رحمۃ للعالمین کی شان

کے ساتھ مبعوث فرمایا لیکن آنحضرت صلعم کی بعثتیں دو ہیں۔ پہلی بعثت آیت صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ٥ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ٥ کے رو سے تکمیل ہدایت کے اغراض و مقاصد سے تعلق رکھتی تھی اور دوسری بعثت آپ کی آیت هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ٥ کے رو سے تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے اور پہلی بعثت اصالتًہ بذاتہٖ اور دوسری بعثت نیابتہً آنیوالے مسیح محمدی کے ذریعے ظہور میں آنیوالی تھی۔ جو موجودہ دَور میں ظہور میں آچکی۔ اور پہلی بعثت کے لحاظ سے آنحضرت صلعم کے متعلق آپکے مقصد تکمیل ہدایت کی خصوصیت کے معنوں میں آپکے حق میں سب نبیوں نے جو آپؐ سے پہلے ہوگذرے ایمان لانے اور نصرت کرنے کے ساتھ گویا آپؐ کے آنے کا وعدہ برنگ پیشگوئی اپنی اپنی امت سے بیان کیا۔ جیساکہ اس وعدہ کا ذکر سورۂ آل عمران کی آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ الخ کے الفاظ میں اُوپر تحریر میں لایا گیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ جو آنحضرت صلعم کی بعثتِ ثانی کے ظہور کے لئے مسیح موعود کی حیثیت میں اس چودھویں صدی کے مبارک دَور میں مبعوث فرمائے گئے ان کی نسبت بھی سب نبیوں سے مع آنحضرت صلعم کے وعدۂ ایمان و نصرت بطور مضبوط وعدہ و میثاق کے لیا گیا۔ چنانچہ اس وعدہ کا ذکر سورۂ احزاب کی آیت ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ٥

دیکھئے! اس آیت میں اصحاب سلسلہ رسولوں سے جو اولوالعزم کہلاتے ہیں یعنی آنحضرت صلعم اور حضرت نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسٰےؑ اور عیسٰےؑ ان سب سے میثاق اور پختہ عہد لیا گیا۔ اور علاوہ دوسرے نبیوں کے خود محمدؐ رسول اللہ صلعم سے بھی عہد لینے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ رسول جسکے متعلق سب نبیوں سے اور آنحضرت صلعم سے بھی عہد لیا گیا وہ نہ تو خود آنحضرت صلعم مراد ہوسکتے ہیں اور نہ ہی آپؐ سے پہلے کا کوئی رسول ہے بلکہ اس سے مراد وہ رسول ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلعم کے بعد آنیوالا ہے۔ اور وہی مسیح موعود یعنی مسیح محمدی ابن مریم کے نام والا بھی ہے۔ جو خدا کے فضل سے آچکا یعنی حضرت سیدنا احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

یہ تو وہ وعدے تھے جو قرآن کریم میں حضرت مسیح محمدیؑ کے متعلق سب نبیوں کی زبان پر سے گئے۔ اور قرآن میں اُن کا ذکر کر دیا گیا۔

آپ اگر یہ کہیں کہ ان نبیوں سے وعدہ لینے کا ذکر کیا گیا جو نوحؑ نبی سے لیکر آنحضرت صلعم تک

پائے جاتے ہیں۔ نوحؑ سے پہلے کے نبیوں کا ذکر نہیں تو اس کے متعلق حضرت آدم علیہ السلام کی وحی جو قرآن سے ثابت ہے اس میں حضرت امام مہدی جنہیں حدیث لا المھدی الا عیسٰی کے رو سے عیسٰے بھی کہا گیا ان کی پیشگوئی کا ذکر پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ وحی مع ثبوت حسب ذیل ہے:-

فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ قُلْنَا اھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

ان الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے وحی کے ذریعے کچھ کلمات خدا سے سیکھے۔ جن میں خدا کی وحی کے ذریعے مہدی علیہ السلام کی آمد کی پیشگوئی کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی کے الفاظ میں مہدی موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہی کا ذکر ہے۔ ھُدًی مصدر ہے اور مصدر مبنی للفاعل والمفعول بھی ہوتا ہے۔ بلکہ جب کسی موصوف کی صفت میں مبالغہ اور مفہوم صفت کا انتہا ظاہر کرنا مقصود ہو تو فاعل اور مفعول کے واسطے محلِ مبالغہ میں عام طور پر مصدر کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ عادل شخص جو صفت عدل سے انتہائی کمال عدل رکھنے والا ہو اُسے بطور مبالغہ عدل بھی کہہ لیتے ہیں۔ حالانکہ عدل کا لفظ بجائے خود مصدر ہے۔ اسی طرح ھُدًی جو مصدر ہے وہ بمعنے مفعول مھدی کے معنوں میں بطور مبالغہ صفت ہدایت استعمال ہوا ہے۔ اور اِھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا کے فقرہ میں جمیع سے مراد سب آدمؑ کے متعلقین تھے۔ یعنی سب اہل وعیال جو دنیا میں پھیلکر مختلف ملکوں اور خطوں میں قوموں کی صورت میں وسعت پذیر ہوگئے۔ اور جس طرح آدم ابتدائی دور بشری کے لئے جمیع اولاد کے لئے خدا سے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا کے علمی فیوض کا مورد ہو کر اور خدا تعالٰی کی ہدایت وحی کے واسطہ سے مہدی ہو کر اپنی نسل اول کا ہادی بنا اسی طرح آدم کی تمام نسل کے آخری دور میں جبکہ تمام دنیا کی قومیں ایک قوم کی طرح اور تمام دنیا کے ممالک بوجہ اسباب اتحاد کے میسر آنے کے ایک شہر کے حکم میں ہو جانے والے تھے اسوقت مہدی موعود خدا کی طرف سے کامل ہدایت جو سب دنیا کی قوموں کے لئے مکتفی ہو سکے لیکر مبعوث ہونیوالے تھے۔ اور اس طرح ساری کی ساری نسل آدم مہدی موعود سے ہدایت کا فائدہ اٹھانیوالی تھی۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ مہدی موعود کی پیشگوئی جو آدمؑ کی وحی میں پیش کی گئی وہ آدم علیہ السلام کی سب

اولاد اور سب نسلوں کے لئے یکساں طور پر مسلسل چلی آتی رہی۔ اور جب ایک رسول کی قوم بھول گئی تو اس کے بعد دوسرا رسول آیا۔ پھر تیسرا۔ پھر مختلف ملکوں کے لوگوں میں مختلف رسول بھیجے جانے لگے۔ اور آخری دَورِ شریعت کے لئے حضرت محمد رسول اللہ بغرض تکمیلِ ہدایت مبعوث کئے گئے اور پھر سب دُنیا کی قوموں کو ایک قوم بنانے کے لئے تبلیغِ ہدایت کے بعد تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کی غرض سے حضرت مہدیٔ موعود کو مقرر فرمایا گیا جو مسیح محمدی اور ابن مریم کے نام سے بھی ملقب ہونیوالے تھے اور جنہیں آج حسب پیشگوئی تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کے لئے اِس آخری دَور میں مبعوث فرمایا گیا چنانچہ موجودہ زمانہ خدا کے فضل و رحم سے اسی مبارک وجود کی بعثت کا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

یہ آیات جو بطور سند اور ثبوت قرآن کریم سے پیش کی گئی ہیں، گو اسی قدر تفصیل اور کھوج کے لحاظ سے آپ کے مطالبہ متفصیل و کھوج کے لئے کفایت کرنیوالی ہیں لیکن قرآنی آیات کے بعد صحیح بخاری کی ایک حدیث بھی آپ کی خاطر پیش کرتے ہیں۔ بخاری شریف کے بابُ الدجّال کے ذکر میں آنحضرت صلعم کے یہ الفاظ مرقوم ہیں:۔

قامَ رسولُ اللہ فی النّاس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال اِنّی لانذرکموہ۔

یعنی دجّال کا ذکر فرماتے ہوئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں دجّال سے ڈراتا ہوں۔ اور ہوشیار کرنا چاہتا ہوں۔ وما من نبیٍّ الّا و قد انذرہ قومہ۔ اور دنیا میں ایسا کوئی بھی نبی نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کو دجّال سے نہ ڈرایا ہو۔ اور حسب مقولہ لکلِّ فرعونٍ موسیٰ و لکلّ دجّالٍ عیسیٰ اگر ہر فرعون کے لئے کسی موسیٰ کا ہونا ضروری ہے اور ہر دجّال کے لئے کسی عیسےٰ کا ہونا از بس ضروری ہے تو معلوم ہوا کہ جس دجّال کی آنحضرت صلعم کے زمانہ تک ہر ایک نبی نے پیشگوئی کی ہے، دجّال کی پیشگوئی کے ضمن میں ہر ایک نبی نے حسب مقولہ ولکلّ دجّالٍ عیسیٰ عیسےٰ کی پیشگوئی کا ذکر بھی بطریقِ مرموز تعرف الاشیاء باضدادھا کے اصل کے ماتحت کر دیا ہے۔ اور قرآن کریم نے بھی تعرف الاشیاء باضدادھا کے اصل پر بعض جگہ اس کی مثال کو پیش فرمایا ہے چنانچہ سورۃ نحل میں فرمایا جَعَلَ لَکُمۡ سَرَابِیۡلَ تَقِیۡکُمُ الۡحَرَّ۔ یعنی خدا نے تمہارے لئے قمیص وغیرہ ایسا لباس بنایا جو تمہیں گرمی کی تکلیف سے بچاتا ہے۔ اب اِس آیت میں یہ فرمانا کہ گرمی کیلئے تمہارا لباس جو خدا نے تمہارے لئے بطور نعمت عطا فرمایا تمہیں گرمی سے بچاتا ہے۔ حالانکہ لباس گرمی کے علاوہ سردی کی تکلیف سے بھی بچاتا ہے۔ تو گرمی کے ذکر کے ساتھ سردی کا ذکر نہ کرنا بطور اصل

تعرف الاشیاء باضدادھا گرمی کے ذکر کے اندر ضمناً سردی کا بھی ذکر آگیا ہے۔ اسی طرح دجّال اور
فتنۂ دجّال کے ذکر کے ضمن میں عیسےٰ کی پیشگوئی کا ذکر بھی بطور لزوم مفہوم اضداد کر دیا گیا ہے۔
اور جس طرح ہر نبی نے دجّال معہود کی پیشگوئی کی اس کے ضمن میں مسیح موعود کی پیشگوئی بھی آگئی۔
چنانچہ اس طور پر حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہر نبی
کی زبان پر بطور وعدہ وبصورت تصدیق آج موجودہ زمانہ میں وقوع میں آچکا اور فتاویٰ احمدیہ
کے صاف والے حوالہ کی تصدیق بھی ہو گئی۔ اور اگر آپ علمی اور معقولی طریق پر علیٰ منہاج نبوت
صداقت مبیّنہ پر غور فرمائیں گے تو ممکن ہے کہ آپ جیسے فہیم انسان کا حقیقت رس دماغ اور نکتہ
فہم ذہن اس بیان صداقت نشان کی تصدیق سے اعراض کر سکے۔ اور اگر آپ حدیث نبوی میں
فتنۂ دجّال کے ساتھ مسیح موعود جو فتنۂ دجّال کو دنیا سے دور کرنیوالا ہے اُس کا بھی ذکر پڑھ
لیں گے تو لکلّ دجالٍ عیسیٰ کے رو سے ہر ایک نبی کے ذکر دجّال کے اندر مسیح موعود کی آمد کا
ذکر بھی آنحضرت کی تفصیل سے بخوبی سمجھ لیں گے۔ اور سابقہ نبیوں میں سے دانیال باب ۱۲ میں تو مسیح
موعود کی آمد بارہ سو نوے سے تیرہ پینتیس تک بتائی گئی ہے ؛

تیسرے سوال کا جواب!

اور یہ سوال کہ ۱۹۰۸ء کے ۵ مارچ والے اخبار بدر میں حضرت اقدس ؑ نے فرمایا کہ "ہمارا دعویٰ
ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں" ان الفاظ کی نسبت یہ کہنا کہ "یعنے ظلّی نبی کا بھی سوال اڑ گیا" کیونکر اڑ
گیا۔ اس کی تشریح نہیں فرمائی۔ ایسا ہی فقرہ "یا مثیل عیسےٰ کا" اس کے متعلق بھی کچھ نہیں فرمایا کہ کس
توجیہ کی بنا پر سوال کے اڑ جانے کی تقریب پیش آئی جس کے رو سے ہمیں خاتم النبیین کے معنے
پہلے مسلمہ معنوں کے خلاف کچھ اور کرنے پڑیں گے۔

آں محترم کے ان فقرات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے سلسلۂ احمدیہ کی کتب کو غور سے نہیں
پڑھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظلّ اپنی مظہریت کے کمال تام کے مرتبہ میں آئینہ کی طرح اصل نما بھی ہوتا
ہے۔ کیا آئینہ کے اندر سورج کا عکس جو آفتاب نما ہے آپ اُسے آفتاب نہ کہیں گے تو کیا کہیں گے۔
اور آم کا درخت جس پر اس کا پھل بمرتبۂ ثمر ظلّ کا مقام اور نشان پیش کرنیوالا ہے آپ آم کے
پھل کو آم نہ کہیں گے تو کیا کہیں گے۔ اور اگر ایم۔ اے اُستاد سے پڑھ کر ایم۔ اے ہونیوالا
شاگرد اُستاد کی ایم۔ اے کی شان دکھانے کے لئے بمرتبۂ ظلّ ایم۔ اے ہے آپ اُسے ایم۔ اے

نہ کہیں گے تو کیا کہیں گے۔ پس اگر کوئی شخص شاگرد ایم۔ اے کو اُستاد ایم۔ اے کا ظل کہہ دے تو شاگرد کے ایم۔ اے ہونے کی ڈگری میں یا اس کی علمی شان میں کچھ فرق آجائے گا یا بعض صفات کی مشابہت سے شاگرد ایم۔ اے کو کسی دوسرے ایم۔ اے شاگرد کا مثیل کہدیں تو کیا اس مماثلت سے مثل یہ کے مثیل ایم۔ اے کی شان اور علمی ڈگری میں کچھ نقص لازم آجائے گا؟ انہی امثلہ پر اگر آپ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلعم کا ظل اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کا مثیل سمجھ لیتے اور یہ دونوں شانیں آنحضرت صلعم کے افاضۂ ختم نبوت کی طفیل آیت مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ الخ کے ارشاد کے ماتحت انعام نبوت سے آپ کے نبی اور رسول ہونے کے دعوے کو پرکھتے تو یقیناً آپ ان دعاوی کی تصدیق میں تامل اور تردد کی گنجائش نہ پاتے۔ اور نہ ہی از راہ استعجاب ایسے کلمات کے تحریر کرنے کی ضرورت پیش آتی جو بالصراحت قرآن کریم اور حدیث نبوی کے منشا کے خلاف ہیں۔ کیا قرآن میں دعاء فاتحہ سے طلب انعامات کے لئے امت محمدیہ کو حکم نہیں ہے اور آیت وعدۂ انعامات میں امت محمدیہ کے لئے وعدۂ انعام نبوت بھی داخل نہیں کیا گیا؟ پھر کیا صحیح مسلم میں آنیوالے مسیح موعود کو آنحضرت صلعم نے نبی کے خطاب سے یاد نہیں فرمایا؟

خاتم النبیین کی حقیقت!

آپ نے خاتم النبیین کے معنوں کے متعلق "کچھ اور معنے کرنے ہونگے" کا فقرہ فرما کر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کا دعوئ نبوت و رسالت گویا خاتم النبیین کی حقیقت کے منافی ہے۔ لیکن آنحضرت صلعم جو خاتم النبیین ہیں آپؐ کی یہ شان اس طرح کی نبوت و رسالت کے دعوے کی مزاحم و منافی نہیں۔ اس لئے کہ حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کی نبوت و رسالت آنحضرت صلعم کے افاضہ کی رو سے خود حضور ختمی مآب کی اپنی ہی نبوت و رسالت ہے۔ کیونکہ وہ آپؐ کے فیض سے اور آپ ہی کے اغراض و مقاصد کی تکمیل و خدمات کے لئے ہے۔ اور اگر آپ کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے لا نبی بعدی کے مفہوم کے ہم معنے اور ہم مراد ہیں تو اس صورت میں آپ پھر ابن مریم جو اسرائیلی نبی ہیں اور جن کے نام پر آپ نے ایک کتاب بھی تالیف فرمائی اُن کی آمد کا استثناء کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ اور اگر آپ فرمائیں کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی تو آنحضرت صلعم کے تابع نبی ہوکر آئیں گے۔ اور خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد شریعت جدیدہ

ناسخہ والا نبی نہیں آسکتا نہ کہ تابع نبی۔ تو ان معنوں میں بھی آنحضرت صلعم کا خاتم ہونا اور آپ کا ارشاد لا نبیَّ بعدی دونوں کا یہی مطلب ہے کہ آپ کے بعد شریعتِ جدیدہ ناسخہ والا نبی قیامت تک نہیں آسکتا۔ ہمیں بھی کلیۃً اتفاق ہے۔ اور اس سے بھی اتفاق ہے کہ تابع شریعت نبی آسکتا ہے جیسے آپ بھی مانتے ہیں۔ صرف فرق ہے تو یہ ہے کہ آپ موسیٰ کے خلیفہ یعنی اسرائیلی مسیح کو جو قرآن کریم کے نصِ صریح کے رو سے صرف قوم بنی اسرائیل کے لئے رسول کر کے بھیجا گیا اور پھر قرآن و حدیث نبوی کی شہادات سے اس کا فوت ہونا بھی ثابت ہو چکا۔ ایسے مسیح کو آنحضرت صلعم کے بعد آنیوالا موعود رسول مانتے ہیں۔ اور ہم آیت استخلاف اور حدیث وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے رو سے اُسے مسیح محمدی اور اُمتِ محمدیہ کا فرد تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس پر قرآن و حدیث کی شہادات و آیات بیّنات و علامات زمانہ کی تصدیقات کی رو سے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ موعود مسیح آنیوالے آچکے۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور کسی نبی کا اُمتی ہو کر آنا یعنی منصب نبوت سے معزول ہو کر، یہ اسلامی تعلیم اور اہلِ اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ جیسا کہ اہلسنت کے علماء میں سے بعض نے فرمایا کہ ؎

ولِلْانبیاءِ لعنی امانٌ ✦ من العصیان عمداً وانعزالٖ

یعنی خدا کے نبیوں کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا چاہئیے کہ اُن سے عمداً گناہ سرزد نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ منصبِ نبوت سے معزول ہوتے ہیں۔

پھر کس قدر تعجب ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلعم کے بعد مسیح ابن مریم یعنی اسرائیلی نبی کے آنے کو تو مانتے ہیں لیکن مسیح محمدی کے آنے پر خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو پیش کر دیتے ہیں۔ گویا یہ بات کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں اور حدیث لا نبی بعدی آپ کا ارشاد ہے، یہ مسیح اسرائیلی نبی کے آنے کے لئے روک نہیں بن سکتی، روک بن سکتی ہے تو مسیح محمدی کے لئے۔ گویا اُمتِ محمدیہ کے نصیب میں تو دجال ہی دجال ہیں جن کی تعداد تیس سے بہتر تک بتائی جاتی ہے لیکن نبی کوئی ایک بھی اس خیر امت سے نہیں آسکتا۔ ہاں اگر نبی آسکتا ہے تو اُمتِ اسرائیلیہ کا مسیح نبی آسکتا ہے۔ گویا آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہونا اُمتِ محمدیہ کے اندر دجالوں کی آمد کو تو نہیں روکتا جو اُمتِ محمدیہ اور دُنیا کی قوموں کو گمراہ کر کے دوزخی بنانے والے ہیں۔ لیکن روکتا ہے تو نبیوں کو جن کی وساطت اور کوشش سے دُنیا میں ہدایت اور نور پھیلتا ہے۔ اور لوگ اُن کی برکات سے مستفیض ہو کر مومن بنتے ہیں اور جنتی۔ کیا ایسا فاسد عقیدہ فطرت

سلیمہ کا عقیدہ ہو سکتا ہے، یا ایسی تعلیم اسلام اور قرآن جیسی پاک اور مہا نک کتاب کی طرف منسوب ہو سکتی ہے؟ ایسے غلط عقیدہ سے تو اسلام اور پیغمبرِ اسلامؐ کی کسرِ شان کے علاوہ خدا تعالےٰ کی بے عیب ذات اور اسکی پُرحکمت صفات پر بھی حملہ ہے ؛

چوتھے سوال کا جواب!

چوتھا سوال آپ کی طرف سے یہ ہے کہ "جو غلبہ دینِ اسلام کو مسیح یا مثیل مسیح (آپ کے خیال کے مطابق) کے زمانہ میں ہونا تھا اس کا کیا حشر ہوا؟ ۱۹۰۸ء کے بعد تو مسلمانوں کی اور حالت بگڑ گئی، اور روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ دیکھئے صفحہ ۸۲/۸۳ چشمہ معرفت۔ کیا چند یک یورپین انگریزوں کا مسلمان ہونا کافی ہے؟"

آں محترم کے اِس پیش کردہ سوال پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنجناب حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کی اصل کتاب کو پڑھکر سوال کو پیش نہیں کرتے بلکہ کسی مخالف اور معاند کے رسالہ کی غلط بیانی پر اعتماد کر کے اور جھوٹ کو سچ سمجھ کر بات کو پیش کرتے ہیں۔ اور یہ نمونہ صرف اس چوتھے سوال میں ہی نظر نہیں آتا بلکہ پانچویں سوال میں بھی اس کا نمونہ آنجناب کی تحریر میں پایا جاتا ہے۔ کیا چشمہ معرفت جو حضرت مرزا صاحبؑ کی تصنیف ہے، وہ ۱۹۰۸ء کے بعد کی ہے؟ کیونکہ آپ نے اس کے حوالہ کے رو سے لکھا ہے اور چشمہ معرفت کے صفحہ ۸۲/۸۳ کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ "۱۹۰۸ء کے بعد تو مسلمانوں کی اور حالت بگڑ گئی اور روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔" اور اِس عبارت کے معًا بعد لکھا۔ دیکھئے! صفحہ ۸۲/۸۳ چشمہ معرفت میرے مہربان اور محقق دوست! تحقیق کی راہ یہ نہیں ہوا کرتی کہ تساہل کے طور پر بلا احتیاط حوالہ کو نقل کر کے پیش کیا جائے۔ کاش! آپکو معلوم ہوتا کہ چشمہ معرفت جو حضرتؑ کی کتاب ہے۔ اسمیں ۱۹۰۸ء کے بعد کے متعلق کے حالات مشہودہ کا حوالہ قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اسے کتاب چشمہ معرفت کی طرف آپؑ کی تحریر کی بنا پر منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحبؑ تو ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں وصال فرما گئے اور چشمہ معرفت بہر حال آپ کی وفات سے پہلے ہی کی تصنیف ہو سکتی ہے۔ پھر بقول آپ کے اس میں ۱۹۰۸ء کے بعد کے متعلق آپکا حوالہ پیش کرنا کس قسم کی صداقت پر محمول ہو سکتا ہے؟

اِسی طرح آپ نے سوال ۵ میں حقیقۃ الوحی جو حضرت مرزا صاحبؑ کی تصنیف ہے اس کے

تتمہ کے صفحہ ۴۹ کے حوالہ سے یہ شعر لکھا ہے کہ ؎

"مسیح ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ✣ اس سے بہتر غلام احمدؑ ہے"

اِس حوالہ کے نقل کرنے میں آپ نے احتیاط نہیں فرمائی۔ اوّل اِس طرح کہ یہ شعر جسے آپ نے نقل کیا ہے حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی اِس شعر کو ایک مخالف کی تحریر سے بطور نقل حوالہ کے تحریر فرمایا ہے ورنہ یہ شعر دراصل آپؑ کی کتاب معیار الاصفیاء کا ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے حوالہ نقل کرنے میں جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں ان میں آپ کی دو طرح کی غلطی پائی جاتی ہے۔ ایک یہ کہ آپ نے اس مصرع کو کہ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو" اس کی جگہ یہ لکھدیا ہے کہ "مسیح ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو" اور لفظ "مسیح" کو اپنی طرف سے زائد طور پر رقم فرما دیا، جو صحتِ نقل کے لحاظ سے احتیاط طلب بات ہے۔ دوسرے یہ کہ شعر کے وزن کو بگاڑا۔ اور پہلے مصرعہ کو دوسرے مصرعہ کے وزن کے تناسب سے مغائرت کے ساتھ پیش کیا جو متکلم پر اس کے صحیح کلام کو بگاڑ کر پیش کرنے سے اغیار کی نظر میں حرفِ طعن کے لئے نشانہ بنانے کی غیر مناسب تحریک ہے جو محض معمولی سی بے احتیاطی کے نتیجہ میں سرزد ہوئی۔ پس محبانہ گذارش ہے کہ آپ جیسی محتاط ہستی آئندہ زیادہ محتاط رہے۔

اِس کے بعد اب آپ کے مضمون کے دوسرے پہلو پر بغرض جواب کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ آپ کو یہ تو معلوم ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ ہمارے نزدیک مسیح بھی ہیں یعنی مسیح موعود ہو کر خدا کیطرف سے مبعوث ہونیوالے اور مسیح محمدی کی حیثیت سے مسیح اسرائیلی کے مثیل بھی ہیں۔ اِس لئے کہ جس طرح آنحضرت صلعم حضرت موسیٰؑ کے مثیل تھے، اسی طرح مسیح محمدی جو آنحضرت صلعم کے آخری خلیفہ ہیں مسیح اسرائیلی کے جو موسیٰ علیہ السلام کے آخری خلیفہ تھے بسلسلۂ مشابہت مثیل قرار پائے۔ اور مسیح اسرائیلی، جو آپ کے نزدیک بھی نبی اور رسول ہوئے ہیں ان کی کامیابی کا نقشہ جو ان کی بعثت کے ابتدائی دَور کے وقت ظہور میں آیا وہ بھی آپ سے بسلسلۂ تاریخ مخفی نہیں۔ پس مسیح اول کے مقابل پر مسیح ثانی کو رکھکر بنظرِ غور دیکھیں تو آپ کو مسیح محمدی کی شان پُرفائق بمقابل مسیح اسرائیلی نمایاں طور پر معلوم ہو سکتی ہے۔ اور میزانِ عدل اور تقابلِ حالات کی رو سے آپ کے لئے بہترین جواب ہو سکتا ہے۔ ہاں آپکا مسلمانوں کی حالت کا بگڑنا اور پھر بگڑتے جانا جسے آپ نے بغرض تحقیق یا بطور اعتراض پیش کیا ہے اس کا جواب بھی حضرت مسیح اسرائیلی کے وقت کے حواریوں اور آپؑ کے مخالف یہودیوں کے حالات کثرت و قلت کے تقابل سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ پھر آپ اپنے مسلّمہ کی بنا پر اس سوال کا جواب ہاں تسلی بخش جواب کیا ایسے معترض کو دے سکتے ہیں جس کا یہ سوال ہو کہ مسیح اسرائیلی جو قوم یہود کیلئے

رسول ہو کر آئے ، بارہ حواری جوان پر ایمان لائے ان کے سوا باقی قوم یہود جو تورات کے ماننے والے تھے ان میں سے کتنے لوگوں کو مومن بنایا۔ اور پھر مسیح کے آنے پر یہود کی حالت بوجہ مسیح کی مخالفت کے آیا سدھرتی چلی گئی یا بگڑتی اور پھر روز بروز بگڑتی ہی چلی گئی اور بگڑتے بگڑتے پھر نوبت بایںجا رسید کہ مسیح کی مخالفت سے ان پر غضب الٰہی ایسا بھڑکا کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ کے ارشاد کے مطابق ان کی حالت یہ ہوئی کہ یہودی قوم محض مسیح کی مخالفت کیوجہ سے خدا کے نزدیک مغضوب علیہم قرار پائی۔ پس مسیح اسرائیلی کی بعثت کے بعد قوم نصاریٰ نے جو ماننے والی تھی اس کا روز بروز بڑھتے جانا اور پھر بڑھتے بڑھتے مسیح کے ماننے سے اور اسکے نام کی عزت اور احترام کی بدولت دنیا بھر کی حکومتوں کو حاصل کرنے سے سب اقوام عالم پر چھا جانا اور قوم یہود جو مخالفت اور عناد میں روز بروز مسیح کے دشمن ہوتے گئے وہ بگڑتے بگڑتے اور گھٹتے گھٹتے جہان میں انتہائی ذلت اور نکبت کی حالت تک پہنچے اور دنیا نے نصاریٰ اور یہود دونو قسم کے لوگوں کا حشر مشاہدہ کیا اور اب تک کر رہے ہیں۔ یہی جواب ہے اس سوال اور اعتراض کا جو مسیح محمدی اور احمدیوں اور غیر احمدی مسلمانوں کے لئے مقدرات سے ہے۔ اسی منہاج اور دستور قدرت کا نمونہ اب بھی ظاہر ہوتا رہے گا کہ احمدی جماعت جو حضرت مسیح محمدی پر ایمان لانیوالی ہے وہ بڑھے ، پھلے اور پھولے اور مخالف مسلمان بمع دوسری اقوام عالم کے گھٹتے گھٹتے یہود کی حالت کی مصداق بن جائیں۔

میرے مہربان دوست آپ مسلمانوں کی حالت بگڑنے اور پھر روز بروز بگڑتے جانے کے متعلق اُسوقت سوال کرنے کا حق رکھتے تھے جبکہ سب مسلمانوں کی قوم حضرت مسیح محمدی پر ایمان لاتی اور آپ کو قبول کر کے احمدی جماعت کی اتباع کے نمونہ پر آپ کی تابعدار ہو جاتی ، اس کے بعد پھر بگاڑ ہوتا اور مسلمانوں کو ذلت اور ادبار نصیب ہوتا تو پھر آپ جو چاہتے اعتراض کی صورت پیش کرتے اور جب مسلمانوں کی قوم حضرت مسیح محمدی کی یہود کے نمونہ پر مخالفت پر تُلی ہوئی ہے تو جس طرح یہود مسیح اسرائیلی کی مخالفت سے مسیح کے ماننے والوں کی طرح عزت اور عروج حاصل نہ کر سکے اسی طرح غیر احمدی مسلمان مسیح محمدی کی مخالفت کے ساتھ مسیح محمدی کے ماننے والوں کی برکتیں اور ترقیاں اور مقام عروج حاصل نہیں کر سکتے۔

آپ نے اپنے چوتھے سوال کے آخر میں کرشن کے اوتار ہونے کی نسبت بھی دریافت کیا ہے کہ کرشن اوتار کے متعلق لفظ " اوتار کے وہی معنے ہیں جو ہندو صاحبان لیتے ہیں۔ اور کیا یہ

عقیدہ اسلامی عقیدہ کہا جا سکتا ہے؟" جواباً عرض ہے کہ :-

مختلف زبانوں میں ایک ہی چیز کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ عربی زبان میں نبی رسول کہتے ہیں تو فارسی زبان والے اسے فرستادہ اور پیغمبر کہہ لیتے ہیں۔ اور انگریزی والے پرافٹ کہتے ہیں اسی طرح عبرانی میں نابی کے لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے سنسکرت میں اسے اوتار کے لفظ میں استعمال کیا جاتا ہو۔ اوتار کے سوا ہندو صاحبان کی بول چال میں نبی اور رسول کی بجائے کوئی اور لفظ نہیں سُننے میں آیا۔ ہاں قرآن کریم آیت اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ اور آیت وَلِکُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ اور آیت وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا کے رو سے خدا نے دُنیا کی ہر قوم میں جب کوئی نہ کوئی رسول ضرور بھیجا ہے تو یقیناً ہندوؤں کی قوم کے اندر بھی کوئی رسول بغرض ہدایتِ قوم مبعوث کیا گیا ہو۔ اور رامچندر اور کرشن دونوں کو ہندو صاحبان اوتار مانتے ہیں اور ہندو قوم کی زبان عربی تو ہے نہیں کہ وہ اپنی قوم کے رسول کو رسول کے لفظ سے پکاریں۔ پس قیاس چاہتا ہے کہ اوتار کا لفظ ہی لفظ رسول کے قائم مقام اور ہم معنی استعمال کیا جاتا ہوگا۔ گو ہندو صاحبان بتغیر یسیر اس کی حقیقت مظہر اللہ کے معنوں میں یا عیسائیوں کی طرح وہ بھی مسیح کی اُلوہیت کیطرح کرشن اور رامچندر کیطرف شانِ اُلوہیت کو منسوب کرنیوالے ہوں۔ اور خدا کے رُوپ میں اُنہیں سمجھتے ہوں لیکن مرورِ زمانہ سے جیسے بہت سے حقائق اور صداقتیں مفقود ہو کر محاوراتِ زبان میں بھی تبدیل ہونے کے ساتھ کچھ کا کچھ تغیر پیدا کر لیتے ہیں۔ جیسے کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰؑ کو جو خدا کے رسول تھے غلطی سے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے کہتے مسیح کے رسول ہونیوالی حقیقت بھی بھول گئے۔ بلکہ زبان پر عیسائی قوم مسیح کی نسبت لفظ رسول کا استعمال بھی ترک کر بیٹھی ہے اور غلو آلود بدعت کے پُرزور رواج سے ممکن ہے ہندو قوم نے بھی عیسائیوں کی طرح رام اور کرشن کی نسبت ایسی ہی مشرکانہ رواج کی بدعت پیدا کر لی ہو۔ اور لفظ رسول کی جگہ لفظ اوتار استعمال کر لیا ہو۔ لیکن مزید غور کرنے سے یوں بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوتار کا لفظ ہندوؤں کے لٹریچر میں خدا تعالیٰ کی نسبت کہیں بھی استعمال نہیں کیا جاتا۔ اور جب اوتار کا لفظ رام اور کرشن جیسی مقدس اور بزرگ ہستیوں کی نسبت ہی استعمال کیا جاتا ہے تو اگر اور کوئی لفظ ہندوؤں کی زبان میں لفظ رسول کے معنوں میں نہیں ملتا تو یقیناً اس سے یہی سمجھا جائیگا کہ رسول کے لفظ کی جگہ اوتار کا لفظ وضع کیا گیا ہے۔ اور اس صورت میں کہ لفظ اوتار کا رسول کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اوتار بمعنی رسول اسلامی

عقیدہ کے منافی نہیں ہو سکتا۔

آپ نے اِس چوتھے سوال کے ضمن میں یہ بھی لکھا ہے کہ "مَیں مرزا صاحبؑ کے چند دعاوی اگر مفصل ذکر کروں تو وہ ایک لمبی داستان ہو جائیگی۔ اگر یہ مرقومہ اور مرسلہ سوالات مفصل ذکر نہیں تو اب اس کے بعد مفصل ذکر بطور لمبی داستان" بھی لکھکر بھیج سکتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ جوابات عرض دینگے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کا کرشن اوتار کا دعوے ہندوؤں کے موعود اور منتظر کے لحاظ سے ہے جو گیتا کی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ موعود الاقوام کی حیثیت سے ہندوؤں کے لئے کرشن اوتار کے قائم مقام ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے قائم مقام مسیح اسرائیلی کے۔ اور مسلمانوں کے لئے قائم مقام آنحضرت صلعم کے۔ علیٰ ہذا دوسری قوموں کے لئے بھی انہی معنوں میں۔ قرآن میں اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کی پیشگوئی فرمائی گئی کہ ایک ہی وقت میں سب رسول موعود الاقوام کی حیثیت میں جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کے وجود کے ذریعے ظہور میں لائے جائیں گے جیساکہ موجودہ زمانہ میں یہ پیشگوئی نمایاں طور پر وقوع میں آچکی اور مُلک ہند جس میں سب قومیں اور مذاہب جمع تھے اسی ملک میں بلحاظ مناسبت حضرت موعود سیدنا مرزا صاحبؑ مبعوث فرمائے گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک ؂

پانچویں سوال کا جواب!

پانچواں سوال آپ کا یہ ہے کہ "اگر مرزا صاحب موصوف مثیل مسیح ہیں تو تتمہ حقیقۃ الوحی کے ص۲۹ میں یہ کیوں لکھا گیا کہ ؎

مسیح ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ؂ اس سے بہتر غلام احمدؑ ہے"

شعر کی منقولہ عبارت میں "مسیح" کا لفظ بوجہ عدمِ احتیاط زائد طور پر تحریر میں لایا گیا تھا جسکی اوپر چوتھے سوال کے جواب میں اصلاح کر دی گئی۔ باقی رہا یہ سوال کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مثیلِ مسیح ہوکر پھر کیوں مسیح سے افضل ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں، جیساکہ شعر مذکور سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

آپ کے اِس سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک جو شخص کسی کا مثیل ہوتا ہے وہ مثیل اپنے ممثل بہ سے افضل نہیں ہوتا۔ آپکا یہ خیال گو بعض مثالوں میں درست بھی تسلیم ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ کوئی کسی شخص کو جو بی۔ اے ہو یا ایم۔ اے دوسرے بی۔ اے یا ایم۔ اے کو بلحاظ ڈگری اور نمبروں کی مساوات کے مثیل کہدے لیکن بعض مثالوں میں مثیل ممثل بہ سے ادنیٰ بھی ہوتا ہے۔ جیساکہ کوئی شخص اپنے

معمولی حسین دوست کو بوجہ محبت یوسف کہدے۔ یا یوسف کا مثیل کہدے۔ اور بعض مثالوں میں مثیل ممثل بہ سے افضل بھی ہوتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلعم کو آیت اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کے رو سے موسےٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے حالانکہ آنحضرت صلعم موسیٰ علیہ السلام سے بدرجہا افضل ہیں۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ایک قوم کے لئے رسول تھے اور آنحضرت صلعم تمام اقوام عالم کے رسول بنائے گئے۔ اسی طرح مسیح اسرائیلی ایک قوم کیلئے رسول تھا لیکن مسیح محمدی رسول اللہ صلعم کی طرح اقوام عالم کے لئے مبعوث کئے گئے۔ پس ان معنوں میں یہ کہنا کہ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ؛ اس سے بہتر غلام احمدؑ ہے

بالکل بجا اور درست ہے ؛

چھٹے سوال کا جواب!

چھٹا سوال آپکا آیت مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ کے مصداق کی تعیین کے متعلق ہے۔ کہ کیا جس احمد رسول کی بشارت قرآن کی آیت موصوفہ میں پائی جاتی ہے وہ مرزا صاحب ہی ہیں۔ اس کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔

اس سوال کا جواب بصورت ثبوت ذیل کے امور پیش کردہ سے ملاحظہ فرمائیے! اور قبل از عرض جواب یہ بھی واضح ہو کہ یہ جواب علمی تحقیق کا رنگ بھی اپنے اندر رکھیگا۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس بشارتِ ذکر کردہ کا مصداق حضرت احمد قادیانی نبی ہیں اور آپ کی جماعت آپ ہی کو یقین کرتی ہے اور چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب ہوں یا کوئی اور ہر ایک احمدی بشارتِ احمد رسول کا مصداق حضرت احمد قادیانی کو قرار دیتا ہے۔ اور یہ قرار دینا کورانہ تقلید کی بنا پر نہیں بلکہ علی وجہ البصیرت ہے جسکے بعض وجوہ نمبروار پیش خدمت ہیں۔

(۱) اول درجہ پر بشان حکمیت قرآن کریم ہے۔ اور قرآن کے بعد بسلسلۂ روایات حدیث کا مرتبہ ہے۔ حدیث کو قرآن کی طرح یقینی مراتب پر نہیں سمجھا جاتا۔ اسلئے کہ روایات میں جن انسانوں کا ہاتھ متصرف ہوا ہے انہیں احتیاط کا وہ مرتبہ میسر نہیں آسکا جو الٰہی وحی یعنی قرآن کو حاصل ہوا۔ اسلئے حدیث کا مقام ظنی ہے۔ اور ظن کا مقام چونکہ صدق اور کذب دونوں صورتوں کا احتمال رکھتا ہے اور اسکے فیصلہ کیلئے قرآن کریم کا یقینی کلام ہی میزان عدل اور معیار صدق کی شان دکھا سکتا ہے۔ آیت مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ سورہ صف کی آیت ہے۔ جس میں چار رسولوں کا ذکر اور ان کی جماعتوں

کا ذکر بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ صف کے اندر ان چار رسولوں میں سے دو شریعت والے رسول ہیں جو صاحبِ سلسلہ تھے۔ اور سلسلہ کی ابتداء میں بانی کی حیثیت رکھنے والے اور دو رسول ان چار رسولوں میں سے ان دو باقی رسولوں کے سلسلہ کے لئے آخری کڑی کے طور پر مبعوث کئے گئے۔ دو شریعت والے رسولوں کا ذکر اور ان کی جماعت کا ذکر سورۃ کے ابتدائی حصہ میں کیا گیا ہے۔ اور وہ دو بانی رسول جو شریعت والے ہوئے ان میں سے ایک محمد رسول اللہ صلعم اور دوسرے موسیٰ علیہ السلام ہیں اور سلسلہ کے آخر میں آنے والے دو تابع شریعت رسولوں میں سے ایک عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء میں سے آخری خلیفہ ہوئے اور دوسرے احمدؑ رسول ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد آپ کے خلفاء میں سے آخری خلیفہ کی شان میں اس چودہویں صدی کے سر پر مبعوث فرمائے گئے۔ آنحضرت صلعم کی بعثت کا ذکر اور جماعت کے ذکر کے اندر ضمناً آپ کا ذکر آیت اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ میں ذکر ہوا ہے۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ خدا کے محبوب ہیں اور جیسے کہ خدا نے آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ میں فرمایا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ کی متابعت کرنے والے خدا کے محبوب ہو جاتے ہیں۔ سو اِس بات کی تصدیق اِس سورۂ صف کی آیت سے پیش کی گئی کہ محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ جنہوں نے آپؐ کی اتباع کی اور آپؐ کے متبع ہو کر اس حد تک اتباع کا نمونہ دکھانیوالے ہوئے کہ سر بکف ہو کر جانوں کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے اسلام کو مٹانیوالے ظالموں اور متواتر حملہ کرنیوالے سیاہ دل کافروں اور اہلِ اسلام کے خونخوار دشمنوں کے میدانِ قتال میں دُنیا کے حقیقی اور بلند عزم جانبازوں سے بھی بڑھکر شانِ فدائیت کا مظاہرہ کرنے والے سمجھے گئے۔ اِن خدا کے محبوبوں کو محبوبِ خدا بنانیوالا کون تھا؟ وہی محمد رسول اللہ محبوب کبریا جسکی شانِ پُر عظمت دکھلانے کیلئے اِن فدائی صحابہؓ میں سے ہر ایک فدائی محمد رسول اللہ صلعم کی کامل تعلیم اور کمال افاضہ کا نمونہ دکھانے کے لئے آئینہ بنا ہوا تھا۔ اور اس محبوب جماعت کا وجود اپنی جامعیت کی حقیقت میں آئینۂ محمدؐ نما تھا۔ گویا محمد رسول اللہ اس جماعت کے اندر بمنزلہ روح تھے۔ اور افرادِ جماعتِ صحابہؓ آنحضرت صلعم کیلئے بمنزلہ جسم و اعضاء تھے۔ ونعم ما قیل ؎

قومٌ کرامٌ لا نفرق بینھم ✶ کانوا لخیر الرسل کالاعضاءٖ

یعنی صحابہؓ آنحضرتؐ ایک بزرگ ترین قوم تھے۔ جن کے درمیان ہم تفریق نہیں کرتے کیونکہ سب صحابہؓ خیر الرسلؐ کے وجود کے لئے بمنزلہ اعضاء تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت مبارکہ کے ذکر کے بعد سورۂ صف میں حضرت موسٰے علیہ السلام کا ذکر آیت ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ موسیٰ علیہ السلام کے اس ذکر کے معاً بعد حضرت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام کا ذکر ذیل کی آیت میں پیش کیا گیا ہے۔ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ یعنی حضرت عیسٰی ابن مریم نے قوم بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں اور میری رسالت کے اہم مقصد دو ہیں۔ ایک مقصد مجھ سے پہلی چیز کے متعلق ہے یعنی تورات کی تصدیق دوسرا مقصد میرے بعد کے رسول کے متعلق ہے یعنی احمدؐ رسول کی بشارت۔

سورۂ صف میں ان چاروں رسولوں کا ذکر ایک معنی رکھتا ہے جس سے اس غرض کا اظہار بھی مقصود ہے کہ دو سلسلوں کے دو پہلے رسولوں اور دو پچھلے رسولوں کا ذکر بلحاظ مناسبت و مماثلت پیش کیا جائے۔ اب جس طرح آنحضرت صلعم موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مصداق اور مثیل ہیں ویسے ہی حضرت احمدؐ رسول عیسٰے کی پیشگوئی کے مصداق اور ان کے مثیل بھی ہیں۔ اور ان آیات پیش کردہ میں غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسٰیؑ حضرت موسٰےؑ کے بعد موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ ہوئے ویسے ہی بلحاظ مماثلت محمدؐ رسول اللہ کے بعد محمدی سلسلہ کے خلفاء میں سے حضرت احمدؐ رسول محمدؐ رسول اللہ کے آخری خلیفہ ہو کر آئے۔ اور اس صورت میں بشارت احمدؐ رسول کے مصداق حضرت احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

(۲) حضرت عیسٰے علیہ السلام کی نسبت جو سورۂ صف کی آیت موصوفہ و مذکورہ بالا میں ان کے رسول ہونیکے دو اہم مقصد بیان کئے گئے ہیں یعنی ایک مقصد تصدیق تورات کے متعلق اور دوسرا مقصد احمدؐ رسول کی بشارت کے اظہار کے متعلق۔ ان دونوں مقصدوں پر بھی غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ احمدؐ رسول کی بشارت کے مصداق علمی تحقیق کی رو سے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کے سوا کوئی دوسرا رسول ہے۔ اور غور و تدبر کے لئے ذیل کی وجوہ قابل ملاحظہ ہیں:-

(۱) یہ مسلم ہے کہ تورات کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی وحی کی بناء پر محمدؐ رسول اللہ کی جو موسٰیؑ کے مثیل رسول تھے پیشگوئی کی اور پھر اسی تورات میں صحیفہ غزل الغزلات میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے

حضرت صلعم کا محمدؐ نام بھی ذکر کیا۔ اب غور فرمایئے گا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے رسول ہونیکا ایک مقصد تورات کی تصدیق ہے تو کیا اس تصدیق میں محمدؐ رسول اللہ صلعم کے متعلق جو پیشگوئی تورات میں کی گئی اسکی تصدیق شامل نہ ہوگی؟ اگر آپ کہیں کہ شامل ہوگی تو اس صورت میں کہ مسیح کی تصدیق تورات سے آنحضرتؐ کی پیشگوئی جو تورات میں ہے اسکی بھی تصدیق ہوگئی۔ پھر کیا عیسیٰؑ اسی تورات والے موعود رسول کی تصدیق بھی کرنیوالے اور پھر اسی موعود رسول کی تبشیر کرنیوالے ٹھہرے لیکن کیا یہ عجیب بات اور طرفہ تر لطیفہ نہ سمجھا جائیگا کہ آنحضرت صلعم بحیثیت موعود رسول ہونیکے تورات کی تصدیق کی رو سے تو حضرت عیسیٰؑ کے نزدیک محمدؐ قرار پائیں لیکن جب وہی آنحضرتؐ جو موعود رسول ہونیکی حیثیت میں تورات میں محمدؐ کے نام والے تھے اب عیسیٰؑ کی تبشیر اور بشارت کے اظہار کیوقت محمدؐ سے احمدؐ رسول کے اسم میں تبدیل ہوگئے۔ میرے مکرم دوست! غور فرمایئے گا کہ جب تصدیق اور تبشیر کا مقصد بلحاظ موعود رسول کی پیشگوئی کے ایک ہی وجود قرار پاتا ہے تو پھر اس ایک ہی وجود موعود کیلئے تصدیق اور تبشیر کے دو الگ الگ لفظ استعمال کرنے میں کونسی نہ ایسی حکمت ملحوظ تھی جس کا اظہار دو الگ الگ لفظوں کے اظہار کے سوا ناممکن تھا۔ کیا آپ وہ حکمت بیان کر سکتے ہیں؟ ورنہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ محمدؐ اور احمدؐ دو الگ الگ رسول ہیں۔

(ب) پھر غور فرمایئے! کہ جب یہود اور نصاریٰ دونوں قوموں کا تورات پر ایمان ہے اور دونوں قوموں کا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ تورات کی پیشگوئی جو مثیل موسیٰؑ کے متعلق ہے وہ اسی موعود رسولؐ کے متعلق ہے جسے اسی تورات کے دوسرے مقام میں سلیمان نبی کی وحی میں محمدؐ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ تو اب مسیح ابن مریم باوجود دعویٰ تصدیق تورات اگر اسی موعود رسول کو جسے تورات محمدؐ کے نام سے پیش کرتی ہے، احمدؐ رسول کے نام سے پیش کریں تو کیا مسیح کا محمدؐ کیجگہ احمدؐ نام پیش کرنا تورات کی تصدیق ہوگی یا تکذیب؟ پس مسیح کی تصدیق محمدؐ نام کے پیش کرنے میں ہے جو مثیل موسیٰؑ ہے اور مسیح کی تبشیر احمدؐ رسول کے نام سے پیش کرنے میں مثیل مسیحؑ کے حق میں ہے نہ کہ مثیل موسیٰ کے حق میں۔

(ج) پھر نظر تدبر سے اس پہلو کو بھی ملحوظ فرمایئے کہ تورات کے محمدؐ موعود کو مسیح کا احمدؐ موعود قرار دینا اور ایک ہی موعود کی نسبت محمدؐ کیجگہ احمدؐ ظاہر کرنیسے اختلافی صورت پیش کرنا علاوہ تورات کی تکذیب کے قوم یہود اور نصاریٰ کیلئے اس اختلافی صورت کے پیش کرنیسے کس قدر اشکال کی راہ پیدا کر دی ہے کہ یہود اور نصاریٰ اس صورت اختلاف سے دونوں قومیں کبھی بھی تورات کے موعود رسول کو ایک موعود کی حیثیت میں نہیں تسلیم کر سکتیں۔ یہود گو تورات کی رو سے اس مثیل موسیٰ موعود رسول کو محمدؐ کے نام سے تلاش کریں اور محمدؐ نام والا موعود رسول انھیں مل جانے تو نصاریٰ اسکو قبول

تعیین کرسکتے۔ اسلئے کہ ان کے نزدیک تورات کے موعود رسول کا نام مسیح کی بشارت پیش کردہ کی رو سے احمدؐ رسول ہے نہ کہ محمدؐ۔ پس مسیح کی بشارت والا رسول انہی معنوں میں اس اختلافی صورت کے اشکال سے ممیز طور پر شناخت کے فائدہ کے رو سے تعیین پذیر ہو سکتا ہے کہ محمدؐ کو الگ رسول تسلیم کیا جائے اور احمدؐ کو الگ رسول۔ اور تصدیق والے موعود رسول کو مثیل موسیٰ قرار دیا جائے اور تبشیر والے موعود رسول کو مثیل مسیح قرار دیا جائے۔

(د) اور مسیح اسرائیلی نے بھی انجیل میں جو اپنی آمد ثانی کے متعلق پیشگوئی کی ہے اس میں ایکطرف تو اپنا دوبارہ آنا پیش کیا ہے اور دوسری طرف اپنی دوبارہ آمد کو اپنے مثیل کی آمد میں ظاہر کیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ "پھر تم مجھے کبھی نہ دیکھو گے جب تک یہ نہ کہو کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے" مسیح کا یہ کہنا کہ "پھر تم مجھے کبھی نہ دیکھو گے" اس فقرہ میں اپنی موت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ پھر تم مجھے کبھی نہ دیکھو گے۔" اور مسیح کا یہ کہنا کہ "جب تک یہ نہ کہو کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے" اس فقرہ میں اپنی دوبارہ آمد کا ذکر اپنے مثیل کی آمد کے ذریعے ظاہر کیا ہے۔ اور یہ عجیب کرشمہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کے نتیجہ میں پایا گیا ہے کہ مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی جسے مسیح نے خود اپنے مثیل کی آمد میں ظاہر کی ہے اور جسے نصاریٰ اور مسلمانوں نے قبل از ظہور پیشگوئی اپنی غلط فہمی سے مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی کو حقیقتہً مسیح اسرائیلی کی ذاتی آمد کی پیشگوئی سمجھ لیا جیسے کہ قوم یہود نے یوحنا کے ظہور کی پیشگوئی کو غلط فہمی سے یوحنا کی جگہ ایلیا یعنی الیاسؑ کی آمد کو سمجھ لیا۔ حالانکہ الیاسؑ کی آمد کی پیشگوئی کا مطلب حقیقت میں الیاس کی آمد کی جگہ مثیل الیاس یعنی یوحنا کی آمد تھی۔ اسی طرح مسیح کی پیشگوئی جو دراصل مثیل مسیح یعنی حضرت احمدؑ قادیانی کے حق میں تھی غلط فہمی سے بجائے مسیح محمدی کے مسیح اسرائیلی یعنی مسیح موسوی کے حق میں سمجھ لی گئی۔ اور پھر جس طرح مسیح نے اپنے الفاظ پیشگوئی میں یہ بھی ظاہر کیا کہ مسیح دوبارہ بھی آئیگا اور یہ بھی کہدیا کہ میری دوبارہ آمد سے میرے نام پر آنیوالے یعنی مسیح کے نام پر آنیوالے مثیل مسیح کی آمد مراد ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کی حدیثوں میں بھی مسیح موعود کی پیشگوئی کی بابت یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ مسیح ابن مریم نازل ہونیوالے ہیں اور پھر وہاں ہی وامامکم منکم کہکر یہ بھی ظاہر کردیا کہ آنیوالا مسیح موعود اگرچہ مسیح کے نام سے آنیوالا ہے لیکن اسے مسیح ابن مریم اسرائیلی اور موسیٰ کا آخری خلیفہ مسیح نہ سمجھ لینا۔ بلکہ آنیوالا مسیح مسیح محمدی اور امت محمدیہ کے افراد میں سے ایک فرد ہے ہر دو مسیحوں کے الگ الگ حلیوں کے امتیاز کی رو سے مسیح اسرائیلی جو سرخ رنگ والا اور گھنگریالے بالوں والا تھا اور فوت ہوچکا وہ مراد نہیں بلکہ گندمی رنگ اور سیدھے بالوں والا مسیح مراد ہے

جو سورۃ نور کی آیتِ استخلاف کی رو سے لفظ مِنکُم اور لفظ کَمَا مثیل مسیح اور مثیل محمدی اور محمدی خلفاء میں سے آخری خلیفہ ہے۔ پس مسیح کی بشارت جو احمد رسول کے متعلق ہے وہ درحقیقت مثیل مسیح یعنی مسیح محمدی کے متعلق ہے۔ اور عود احمد کا لفظ بھی مسیح کی دوبارہ آمد پر جو مسیح کے عود کرنے کے معنوں میں دلالت کرنیوالا ہے۔ کیونکہ لغت میں کسی چیز کا عود کرنا اور عود کے ساتھ ظہور کرنا احمد بھی کہلاتا ہے۔ چنانچہ قاموس وغیرہ کتب میں لکھا ہے اَلعَودُ اَحمَد۔ اور اسی محاورہ میں ذیل کا کلام فارسی ہے ؎

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اوّل

انہی معنوں میں حضرت اقدس سیدنا احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب ٭ گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

یعنی اگر میں مسیح کی آمد ثانی کا مصداق نہ ہوتا جو العود احمد کے معنوں میں ہے۔ تو جس طرح مسیح اسرائیلی نے اپنی آمد اول میں صلیب کا مونہہ دیکھا اور صلیب اُسے زخمی کرنے کیساتھ اس کے لئے کاسر کی شکل میں ظاہر ہوئی، میں مسیح کی دوبارہ آمد کا مصداق ہو کر احمد ہونیکے ساتھ صلیب کو توڑنے کے واسطے کَاسِرُ الصَّلِیب ہو کر ظاہر ہوا۔ اور صلیب جس کے ذریعے مسیح اسرائیلی کو غلط فہمی سے یہود اور نصاریٰ نے مصلوب اور ملعون ظاہر کیا۔ مسیح محمدی احمد رسول کی حیثیت میں اس ملعون بنانیوالی صلیب کو پاش پاش کرنے کے لئے ظاہر ہوا۔ پس مسیح محمدی جو احمد رسول ہو کر آیا وہ صلیب کا مونہہ دیکھنے اور صلیب کے ذریعے تکلیف اٹھانے کے لئے نہیں آیا بلکہ صلیب کو توڑنے کے لئے آیا ہے۔ اور صلیب کو پاش پاش کرنے اور صلیب کے لعنتی عقیدہ کے فتنہ سے مسیح کو نجات دلانے کے لئے جس فاتحانہ شان کے غلبہ بر صلیب کا حاصل ہونا ہے اس کا سب دارومدار میرے احمد نام پر ہے۔ پس یہ کس قدر الٰہی تصرف ہے کہ بشارت احمد رسول کے رو سے احمد رسول کی پیشگوئی کا مصداق تو ہمارے مسلمان بھائی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو غلط فہمی سے قرار دے لیتے ہیں لیکن مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی کو ہرگز آنحضرت پر چسپاں نہیں کرتے۔ اور مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی کا آنحضرت صلعم جو مسیح اسرائیلی کے معاً بعد کے رسول ہیں اُن سے گذار کر اس مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی کا مصداق اس وجود کو قرار دیتے ہیں جو آنحضرت صلعم کے بعد ظہور میں آنیوالا ہے۔ اور اس صورت میں مسلمان اپنی سادگی اور غلط فہمی سے یہ نہیں سمجھتے کہ احمد رسول کی بشارت کا مصداق وہی موعود ہو سکتا ہے جو ایک طرف مسیح کی دوبارہ آمد کا مصداق ہو اور دوسری طرف مسیح محمدی اور محمدی خلفاء سے آخری خلیفہ کی حیثیت میں مسیح موسوی کی مماثلت میں مسیح ابن مریم کہلانے کا حکم بھی اس پر صادق آتا ہو۔ اب آپ یا آپ کے دوسرے غیر احمدی علماء اور مسلمان بھائی اس بات کو

مانتے ہیں یا پہلے کسی نے مانا کہ مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی کا مصداق آنحضرتؐ ہیں؟ جب ایسا نہیں ہوا تو پھر یہ بھی درست نہیں کہ احمدؐ رسول کی بشارت کا مصداق آنحضرت صلعم کو قرار دیا جائے۔ بلکہ حق بات یہی ہے کہ بشارت احمدؐ رسول کا مصداق وہی وجود ہو سکتا ہے جو مسیحؑ کی دوبارہ آمد کا مصداق ہو۔ اور وہ یقیناً حضرت احمدؐ قادیانی ہیں۔ پس احمدؐ رسول کی بشارت کے مصداق بھی وہی ہیں۔

(۵) بشارت احمدؐ رسول کا مصداق مسیح محمدی ہیں جو کہ مثیل مسیح ابن مریم اسرائیلی ہیں نہ کہ آنحضرتؐ جو کہ مثیلِ موسیٰ ہیں۔ اس بات کی تصدیق کے لئے سورۂ صف کے آخر میں احمد رسول کی علاماتِ مخصوصہ کے ذکر کرنے کے بعد ایک بات مماثلت مسیح اسرائیلی کے متعلق ذیل کی آیت ہے۔ یعنی آیت :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ

اس آیت میں جو بشارت احمدؐ رسول کے ذکر کے بعد احمدؐ رسول کی علامات کے سلسلہ میں ذکر کی گئی ہے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مومنوں کی جماعت کہ جسے انصار اللہ ہونے کے لئے خطاب کیا گیا اور ارشاد فرمایا کہ وہ انصار اللہ ہو جائیں اور ان کا انصار اللہ ہونا حضرت مسیح اسرائیلی کی جماعت حواریین کے انصار اللہ ہونے کی طرح ہو جس سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ وہ جماعت مومنین جس کا انصار اللہ ہونا مسیح اسرائیلی کی جماعتِ حواریین کے انصار اللہ ہونیکی مماثلت میں پیش کیا گیا ہے وہ اس رسول کی جماعت ہونی چاہیئے جو مثیل مسیح ہو نہ کہ اس رسول کی جو مثیل موسیٰ ہو۔ اور قرآن کریم سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم جو مثیل موسیٰ ہیں وہ موسیٰ کی طرح جلالی رسول ہیں اور آپؐ کے صحابہؓ بھی آپؐ کی طرح جلالی تھے۔ جیسا کہ آیت مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور عیسیٰؑ اسرائیلی جمالی رسول تھے اور آپؑ کی جماعتِ حواریین بھی آپؑ کے نمونہ پر جمالی تھی۔ اس صورت میں بشارتِ احمدؐ رسول کا مصداق وہی رسول ہو سکتا ہے جو مسیح اسرائیلی کی طرح جمالی ہو نہ کہ جلالی۔ اور اشدّاء علی الکفّار کے معنوں میں اس کی جماعت نہ ہو، بلکہ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ کے نمونہ پر نرم کھیتی کے طور پر اس کی روئیدگی کا ظہور ہو یعنی يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ کے معنوں میں۔ حربی جہاد اور قتال کا رسول نہ ہو بلکہ مسیحؑ کے نمونہ پر اس کی تبلیغ آیات بیّنات اور دلائل اور معجزات کے ذریعے قلوب کو مسخر کرنیوالی ہو۔ جیسے کہ حضرت احمدؐ قادیانی کا مسلک بالکل اسی طرح اور بالکل مسیحؑ کے نمونہ پر پایا جاتا ہے۔ پس بشارت احمدؐ رسول جسکی جماعت مومنین مسیح اسرائیلی کی جماعتِ حواریین کی مماثلت میں ذکر کی گئی ہے۔ یقیناً ان حواریوں کی مثیل جماعت کا رسول مثیل مسیح

ہونے نہ کہ حضرت مسیح محمدی اور احمد قادیانی ہی ہو سکتے ہیں!

(ف) اور سورہ صف کے وہ الفاظ جن میں حضرت مسیح اسرائیلی نے بشارت احمد رسول کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ میں تورات کی تصدیق اور احمد رسول کی تبشیر کیلئے رسول ہو کر آیا ہوں حضرت مسیح کی یہ تصدیق تورات اور تبشیر احمد رسول کیلئے خطاب صرف اسرائیلی قوم کے لئے مخصوص تھا چنانچہ آیت إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ کے الفاظ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے جس طرح تورات کی تصدیق کا کام مسیح کی رسالت کے لحاظ سے صرف قوم بنی اسرائیل سے مخصوص طور پر تعلق رکھتا ہے اسی طرح بشارت احمد رسول کے اظہار کا کام جو آپ کی رسالت کے ساتھ تعلق رکھتا تھا بلحاظ اس کے کہ اس بشارت کو وہ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے مخصوص طور پر اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بشارت بھی خاص طور پر بنی اسرائیل سے ہی تعلق رکھنے والی تھی۔ اور یہ امر اس بات کے لئے قوی قرینہ ہے کہ آنیوالے احمد رسول کا تعلق کسی نہ کسی بنا پر بنی اسرائیل کی قوم کے ساتھ ضرور ہی موجب بشارت تھا جس طرح کہ تصدیق تورات کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ اور وہ اس طرح کہ اگرچہ محمد رسول اللہ صلعم کے ظہور پر آپ کے صاحب شریعت ہونے سے موسوی شریعت کا خاتمہ ہو گیا اور آنحضرت صلعم نہ نسل کے رو سے تم بنی اسرائیل سے تھے اور نہ ہی دین اور شریعت کے لحاظ سے موسوی شریعت کے تابع تھے بلکہ ناسخ شریعت موسویہ ہو کر آئے جو قوم بنی اسرائیل کیلئے بباعث نسخ شریعت و نسخ امت بشارت نہ ہو سکتے تھے بلکہ انذاری صورت میں ظاہر ہوئے جیسا کہ اسرائیلی انبیاء کی طرف سے اور موسیٰ سے لیکر مسیح تک کے نبیوں نے اس انذاری حالت کے وقوع میں آنے کے لئے متواتر پیشگوئیاں ہوتی آئیں لیکن ان انذاری حالات کے باوجود مسیح اسرائیلی نے جو اسرائیلیوں کے آخری رسول تھے جہاں یہ حالات پیش کئے اور واضح بیانات سے بتایا کہ اے اسرائیلی قوم تم سے یہ آسمانی بادشاہت یعنی انعامات نبوت کا سلسلہ جو متواتر تمہارے اندر جاری چلا آیا تھا اب تم سے چھین کر خدا ایک دوسری قوم کو دے دیگا۔ اب تمہارے لئے اور تو کوئی بات فخر کا موجب نہیں ہو سکتی۔ ہاں احمد رسول جو مذہباً گو مثیل موسیٰ نبی کا تابع ہو کر آنیوالا ہے لیکن نسلاً وہ اسحٰق کی نسل سے ہونے کے باعث تمہارے لئے ایک فخر کی صورت باقی رہ گئی ہے بشرطیکہ تم اس کے ظہور پر جو بطور مماثلت میرا ہی قائم مقام اور میری دوبارہ آمد کا مصداق اور میرا ہی مثیل ہوگا اس سے تم فائدہ اٹھانے والے ہو سکو۔ احادیث میں بھی اسی طرح کی روایت پائی جاتی ہے کہ آنیوالا احمدی جو حدیث لا المهدی الا عیسیٰ کی حدیث

کا مصداق ہوگا یعنی وہ مہدی اور عیسےٰ دونوں حیثیتوں کا حامل ہوگا۔ وہ اسمٰعیلی بھی ہوگا اور اسرائیلی بھی یعنی اس کا وجود دو نسلوں کے تعلقات کا حامل ہوگا۔ اس طرح سے بھی کہ آنحضرت صلعم کے جو اسمٰعیلی ہیں تابع ہونیسے اسمٰعیلیوں کو بھی تعلق رکھنے والے ہونگے اور نسلاً اسرائیلیوں سے تعلق رکھنے والے یعنی وہ مذہبی اور روحانی تعلقات سے اسمٰعیلیوں کے فرزند ہونگے اور نسلی اور خونی قرابت کے لحاظ سے اسرائیلیوں کے فرزند۔ اور چونکہ دینی اور روحانی کمالات کا تعلق بلحاظ علم و عرفانِ قلب اور دماغ سے تعلق ہوتا ہے جو وجود کا اوپر کا حصہ ہے۔ اور نسل کا تعلق نیچے کے بدن سے ہے۔ اور یہ بات آنحضرت صلعم میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ وہ خالص اسمٰعیلی ہیں لیکن حضرت احمدؑ قادیانی رسول آنحضرت صلعم کے تابع اور آخری خلیفہ ہونیسے اسمٰعیلی خاندان سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اور اسحٰقؑ کی نسل سے ہونیسے اسرائیلی بھی اور مثیلِ مسیح بھی اور مہدی اور مسیح کی پیشگوئی کے رو سے دونوں حیثیتوں کے مصداق بھی۔ یعنی مہدی موعود بھی ہیں اور مسیح موعود بھی۔ اور یہ دونوں باتیں احمدؑ رسول کی بشارت کے ساتھ تعلق رکھنے سے بنی اسرائیل کیلئے ان معنوں میں بشارت بھی ہوسکتی ہے۔ جن معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسیح ابن مریمؑ نے بنی اسرائیل کو خاص مخاطبہ سے مخاطب کرتے ہوئے احمدؑ رسول کی بشارت کا اظہار فرمایا۔ بنی اسرائیل اور یہود تو شاید اس بشارت سے فائدہ حاصل کرسکیں لیکن اے کاش کہ امتِ محمدیہ اس احمدؑ رسول سے کہ جس کے ظہور کا زمانہ اُسے میسر آیا فائدہ اٹھاسکے!

(۳) پھر قرآن کریم نے آنحضرت صلعم کا نام جو بطور علَم محمدؐ ہے چار بار اُسے ذکر کیا ہے لیکن احمدؐ کے نام سے ایک دفعہ بھی ذکر نہیں کیا۔

(۴) آنحضرت صلعم نے بھی اپنا نام درود میں اور اذان میں اور نماز میں اور اقامت میں اور بادشاہوں کی طرف مراسلات اور خطوط لکھنے میں اور صلح حدیبیہ وغیرہ اور بیعت کے وقت وغیرہ تقریبات میں جہاں بھی نام پیش کیا محمدؐ نام ہی پیش کیا۔

(۵) امام شوکانی نے اپنی کتاب "مجموعہ احادیثِ موضوعہ" میں صاف لکھا ہے کہ احمدؐ نام کے بارے میں کہ وہ آنحضرت صلعم کا علَم ہے اس کے متعلق جس قدر بھی روایات ہیں سب (وضعی) ہیں۔

(۶) اس سلسلۂ جوابات میں شاید یہ امر بھی قابلِ توجہ و استفسار سمجھا جائے کہ حضرت اقدس مرزا صاحبؑ نے اپنی کتب و رسائل میں بشارتِ احمدؑ رسول کا مصداق حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو قرار دیا ہے۔ یہ امر بھی بیشک قابلِ جواب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اقدس سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ نے جیسا کہ حضور اقدسؑ نے "ازالہ اوہام" میں تحریر فرمایا۔ آنحضرت صلعم کو جامع جمال و جلال قرار دیتے ہوئے وصفی معنوں میں حضور نبی کریم کو محمدؐ اور احمدؐ دونوں ناموں کا جامع بلحاظ مطاع امت و صاحبِ کتاب شریعت

قرار دیا ہے اور اپنے تئیں برطبق پیشگوئی مجرد احمدؐ قرار دیتے ہوئے احمدؐ اور عیسےٰ دونوں کو بلحاظ مماثلت متحد الحقیقت ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام میں بیان فرمایا کہ احمدؐ اور مسیح دونوں اپنی حقیقت کے رو سے ایسے ہی مرتبہ اتحاد پر پائے جاتے ہیں جیسے ایک درخت کے دو پھل یا ایک جوہر کے دو ٹکڑے۔ اور اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ اور اعجاز المسیح میں بتفصیل اس بات کا ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ اعجاز المسیح میں جو آپ کی عربی تصنیف ہے اور سورۂ فاتحہ کی اعجازی تفسیر ہے اس میں فرمایا ہے کہ یہ نکتہ یاد رکھو کہ تمہیں ہر دجال وضال سے نجات دیگا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مثیل کی پیشگوئی کی یعنی محمدؐ رسول اللہ صلعم کی اور عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے مثیل کی جو احمدؐ رسول ہے۔ اور اس نکتہ حقہ صادقہ کے انکار کرنیوالے کو دجال اور ضال ان معنوں میں قرار دیا ہے کہ اگر اس نکتہ حقہ کی صداقت بیان کردہ سے انکار کیا جائے تو اس انکار سے کئی طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ مسیح اسرائیلی نے اپنی دوبارہ آمد کے متعلق پیشگوئی کی کہ مسیح دوبارہ آئیگا اور یہ دوسری پیشگوئی مسیح اسرائیلی علیہ السلام نے بشارت احمدؐ رسول کے متعلق پیش کی اور ان دونوں پیشگوئیوں کا مصداق اپنی حقیقت کی رو سے ایک ہی وجود تھا یعنی مسیح محمدی جو اُمتِ محمدیہ کا فرد اور خلفاءِ محمدیہ میں سے آخری خلیفہ تھا۔ اب ان دونوں پیشگوئیوں کو قبل از ظہور موعود لوگوں نے اپنی غلطی سے یا اپنی غلط فہمی سے کچھ کا کچھ سمجھ لیا یعنی مسیح اسرائیلی کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی جو مثیل مسیح یعنی مسیح محمدی کے متعلق تھی اسے تو مسیح اسرائیلی کے متعلق سمجھ لیا اور بشارت احمدؐ رسول جو اپنی حقیقت کے رو سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے نائب کے متعلق تھی یعنی مسیح محمدی حضرت احمدؐ قادیانی کے متعلق اُسے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم پر چسپاں کر دیا۔ اور ان دونوں قسم کی غلطیوں سے مسیح محمدی جو احمدؐ رسول اور نائب محمدؐ تھے اُن کی آمد کا سرے سے نام ونشان ہی مٹا ڈالا گیا۔ اور محمدؐ رسول اللہ صلعم کے اس آخری خلیفہ اور عظیم الشان موعود کی اپنوں اور بیگانوں کے دانستہ ظلموں اور نادانستہ غلطیوں اور کجراہیوں سے اس قدر حق تلفی کا مظاہرہ ہوا کہ شاید ہی ابتدا نسل انسانی سے لیکر آج تک ایسا خطرناک ظلم کسی کی حق تلفی کیلئے وقوع میں آیا ہو۔ اور پھر افسوس اور ہزار ہا افسوس اُمتِ محمدیہ کے اُن علماءِ سوء پر ہے کہ جنہوں نے نصاریٰ کے پادریوں کی ہمنوائی سے اس حق تلفی کیلئے وہ زور کہ آنحضرت صلعم کے ممبر پر کھڑے ہو ہو کر مسیح اسرائیلی کی آمد کے صدیوں سے متواتر گیت گاتے چلے آتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ مسیح محمدی کی جگہ مسیح اسرائیلی کی آمد کا اظہار کرنا اور بار بار کے بیانات سے اسکی اشاعت پھیلا دینا مسیح محمدی کی حق تلفی کی جارہی ہے۔ سو نصاریٰ جو دور سے موعود کی انتظار میں تھے ان قریب دیکھنے والوں کا ان کی روش اختیار کر کے ان کا ہم عقیدہ بنجانا، یہ وہی شقاوتِ مقدرہ تھی جسکی نسبت احمد مجتبیٰ صلعم نے علماءِ سوء کی نسبت علماءھم شرٌّ من تحت ادیم السماء اور قوم یہود ونصاریٰ کی مشابہت کی

النعل بالنعل کی مماثلت میں پورے اترے جسے محسوس کرتے ہوئے ایک عارف قلب کا دردمندانہ احساس کے ساتھ حضرت مسیح محمدی کی حق تلفی کیلئے جو انتہائی درجہ کا ظلم وقوع میں آیا اور پھر امت مسلمہ کے دعویٰ حمایت اسلام کے ناموں کے لباس میں علماء سوء کی کرتوت ظاہر کرنیوالے ظالموں کیطرف سے اس پر آہ و فغاں کیلئے ذیل کا کلام بالکل مناسب معلوم ہوتا ہے سے

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ❊ کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

(۷) اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بشارت احمد رسول کے ساتھ اگرچہ مسیح محمدی کا بھی تعلق ہے اور آنحضرت صلعم کا خلیفہ اور نائب ہونیکی حیثیت کے مخصوص منصب کے رو سے آپ ہی احمد رسول اور اس پیشگوئی کے مصداق ہیں لیکن خلافت چونکہ نبوت کا ظل ہے اور ظل کی ہستی اصل کی ہستی کے بغیر ناممکن ہوتی ہے۔ اسلئے اصل اور ظل کے باہمی تلازم کی رو سے احمدؐ محمدؐ کیلئے مشعر ہے اور محمدؐ احمدؐ کیلئے مشعور بخش ہے۔ اور دونوں کے شعور کی دلالت متلازمہ ایسی ہی ہے جیسے کہیں کہ زید وزیر ہے تو وزیر چونکہ بادشاہ کیلئے بلحاظ تعلق لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے اسلئے زید کے وزیر ہونے سے بباعث لزوم ضرور کسی بادشاہ کیلئے اس کا وزیر ہونا تسلیم ہوسکیگا۔ اسی طرح اگر زید کو بادشاہ کہیں تو اسکے بادشاہ ہونیکے متعلق کسی وزیر کا ہونا بھی لزوم کے طور پر قابل تسلیم ہوگا۔

پھر ایک مثال اس کی آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ کے واقعات متماثلہ میں بھی ملتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے خدا تعالیٰ کیطرف سے کشفی طور پر دیکھا کہ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کی چابیاں آپکے ہاتھ میں دیگئی ہیں۔ اس کشف کی تصدیق حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ظاہر ہوئی جبکہ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کی چابیاں فاروقی فتوحات کے نتیجہ میں حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آئیں۔ اب بالواسطہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم کے حق میں پوری ہوئی۔ اور بلاواسطہ یعنی براہ راست حضرت عمرؓ کے حق میں وقوع میں آئی۔ اور یہ پیشگوئی دونوں کیساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اصالۃً آنحضرتؐ کیساتھ اور ظلی معنوں میں حضرت عمرؓ کیساتھ۔ اسلئے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت آنحضرت صلعم کی نبوت کی ظل تھی اور جو کچھ خلافت کے دور میں ظہور میں آیا بلحاظ برکات فتوحات در اصل وہ سب کا سب برکات نبوت ہی کے نتیجہ میں ظہور میں آیا۔ اور ان معنوں میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ خلافت کی معین حیثیت کے رو سے مستقل صورت بھی رکھتا ہے اور جب اسے آنحضرت صلعم کی نبوت کے ظلی مقام میں دیکھیں تو عمرؓ کا ہاتھ آنحضرت صلعم کا ہاتھ ہوجاتا ہے اور اس طرح وہ پیشگوئی بلحاظ اصل نبوت و ظل خلافت آنحضرتؐ کی طرف بھی منسوب ہوسکتی ہے اور حضرت عمرؓ کی طرف بھی۔

پھر اس کی ایک مثال قانون قدرت کے منظر میں بھی ملتی ہے۔ اور وہ مثال آفتاب اور مہتاب کے وجود

میں بلحاظ نسبتِ افاضہ و استفاضہ پائی جاتی ہے۔ سورج کی روشنی حسب ارشاد وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اصلی روشنی اور مستقل حیثیت کی روشنی ہے اور چاند کی روشنی حسب ارشاد وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا اصلی روشنی نہیں اور نہ ہی مستقل روشنی ہے بلکہ آفتاب کی روشنی کے عکس سے بمنزلۂ ظلیت چاند کو یہ روشنی حاصل ہوتی ہے۔ پس اسی نسبتِ افاضہ سے اصل روشنی سورج کی ہے۔ اور بہ نسبت استفاضہ چاند کی روشنی ظلی معنوں میں عارضی روشنی ہے۔ گو ہمارا یہ کہنا بھی درست ہے کہ بدرِ تام یعنی چودہ کے چاند کے اندر کی روشنی در اصل سورج کی روشنی ہے اور چاند کا اپنا کچھ بھی نہیں لیکن جب ہم چودہ کے چاند کی رات کی روشنی کا پُرکیف نظارہ دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ چودھویں رات کا روشن منظر چاند کی چاندنی کا نتیجہ ہے تو اس صورت میں ہمارا یہ کہنا بھی بالکل درست اور قابلِ تسلیم ہوتا ہے۔ کہ رات کو روشن کرنیوالا چاند ہے۔ اور رات کی روشنی کا براہِ راست تعلق چونکہ چاند سے ہے اسلئے اس براہِ راست تعلق کیوجہ سے ہمیں رات کی روشنی اور چاند کے مخصوص تعلق پر نظر کرتے ہوئے یہ کہنا بھی بالکل جائز ہے کہ چودہ کی روشن رات کا دَور چاند کا دَور ہے۔ اور گو چاند کا روشن ہونا براہِ راست سورج سے ہے لیکن چودھویں رات کا روشن منظر بھی براہِ راست چاند سے ہے۔ یہی مثال اصل اور ظل کے معنوں میں محمدؐ اور احمدؐ کے ساتھ بشارتِ احمدؐ رسول کی پیشگوئی کی ہے کہ بشارتِ احمدؐ کا موعود رسول بلحاظ اصل محمدؐ رسول اللہ صلعم ہے۔ جیسے کہ حضرت عمرؓ اور آنحضرت صلعم کی مثال میں کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کی چابیوں کی پیشگوئی بلحاظ اصل اور واسطۂ نبوت کے آنحضرت صلعم سے تعلق رکھتی ہے اور بلحاظ ظہور حضرت عمرؓ اور آپؓ کی خلافت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور احمدؐ رسول جو بدرِ تام ہیں وہ محمدؐ رسول اللہ کے آفتابِ نبوت سے روشن ہیں لیکن اس چودھویں صدی کے دَور کے روشن کرنے سے براہِ راست اپنی ایک طرح کی مستقل حیثیت بھی رکھتے ہیں۔

(۸) محمدؐ اور احمدؐ دونوں بصیغۂ تفضیل پائے جاتے ہیں۔ محمدؐ محمودیت سے بصیغۂ مبالغہ تفضیل ہے اور احمدؐ افعل التفضیل کے وزن پر حامدیت سے بصیغۂ تفضیل ہے۔ محمدؐ کے معنے ہیں ایسا موصوف جس کی بار بار حمد کی جائے۔ اور جو بلحاظ وصفِ تفضیل محمودیت کے اس انتہائی مقام فضیلت پر پہنچنے والا ہو جس سے بڑھکر انسان کیلئے کوئی مقام اور مرتبۂ فضیلت نہ پایا جاتا ہو۔ اور احمدؐ کے معنے ہیں ایسا واصف اور حامد جو بواسطۂ اتباع اپنے مطاع اور متبوع سے استفاضہ کے ذریعے اس کے فیوض کے انتہائی کمالات کو حاصل کرنے کے ساتھ اپنے محمد مطاع کی محمودیت کی اعلیٰ شان دکھانے کے لئے اس کے سب حامدوں کے بالمقابل احمد ہو یعنی بہت حمد کرنیوالا اور سب سے بڑھ کر حمد کرنے والا

پس محمدؐ اور احمدؐ کے وصفِ محمدیت اور احمدیت پر نظر کرنے سے بہ نسبت افاضہ و استفاضہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمدؐ کا مقام بلحاظ صاحبِ شریعت ہونے کے متبوعیت اور افاضہ اور محمودیت کو چاہتا ہے! اور احمدؐ کا مقام بلحاظ تابع شریعت ہونے کے اتباع اور استفاضہ اور حامدیت کا مقتضی ہے۔ اور آپؑ کا غلام احمدؐ نام بھی اس پر دال ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ محمدؐ اپنے مرتبۂ محمودیت کے رو سے مرتبۂ احمدیت سے بہت بڑھ کر شان رکھنے والا ہے۔ کیونکہ محمدؐ صاحبِ شریعت ہے اور احمدؐ تابعِ شریعت اور محمدؐ متبوع اور مطاع ہے اور احمدؐ تابع اور مطیع اور محمدؐ اتباع کرنے والے کو افاضہ سے مستفیض کرنے والا ہے اور احمدؐ محمدؐ کی اتباع کرنے سے اس کے افاضہ سے مستفیض ہونیوالا اور محمدؐ محتاج الیہ اور حاجت روائی کرنیوالا اور احمدؐ محتاج ہے محمدؐ کی حاجت روائی کا۔ اور محمدؐ مقتضی ہے کہ اس کی اتباع کرنیوالے اور اس سے فیض حاصل کرنیوالے اس کی حمد کریں اور بار بار کریں اور احمدؐ اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ محمدؐ کی اتباع کرنے سے اس سے فیض حاصل کرنیوالا ہو۔ اور اس کا اُمتی ہو اور اپنے مطاع نبی سے نبوت تک کا فیض حاصل کرنے سے اپنے مطاع نبی کا کمال افاضہ اپنی ظلی نبوت اور بروزی نبوت اور مجازی نبوت کے ساتھ بشانِ احمدیت دکھلانے والا ہو۔ اب ان معنوں میں محمدؐ افضل ٹھہرے یا احمدؐ۔ اور بشارت احمدؐ رسول کا مصداق محمدؐ رسول اللہ صلعم کو قرار دینا اور براہِ راست قرار دینا آپ کی عزت ہے یا ہتک۔ اور احمدؐ سے براہِ راست محمدؐ مراد لینا آپؐ کی شان کو زیادہ ظاہر کرتا ہے یا احمدؐ جو آپؐ کی محمدیت کی شان دکھلانے کے لئے آپؐ کی حمد کو احمدؐ ہو کر دکھلانے والا ہے۔ اس کے استفاضہ کے اظہار کے ساتھ آپؐ کی شان بڑھتی ہے۔ احمدؐ تو چاہتا ہے کہ وہ کسی محمدؐ کا تابع اور اُمتی ہو اور پھر محمدؐ کے افاضہ کا محتاج ہو۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ بشارتِ احمدؐ رسول کا مصداق محمدؐ کو قرار دے کر حضرت احمدؐ قادیانی کی طرح آپؐ کو بھی کسی نبی کا اُمتی اور تابع اور محتاج افاضہ قرار دیا جائے۔ کیا یہ محمدؐ رسول اللہ صلعم جیسے عظیم الشان صاحبِ شریعت رسول کے لئے عزت کی صورت ہوگی یا ہتک اور توہین کی خصوصاً اس صورت میں کہ احمدؐ کو حامدیت کے معنوں میں بہ صیغۂ تفضیل قرار دیا جائے۔

(۹) ہاں بقاعدۂ تعریف ثلاثی مجرد سے چونکہ اسم تفضیل کا صیغہ فاعل اور مفعول دونوں کے لئے آسکتا ہے، بلکہ آتا ہے تو اس صورت میں احمد بصورتِ فاعل حامدیت سے اسم تفضیل ہوگا اور بصورتِ مفعول محمودیت سے اسم تفضیل۔ اور اس لحاظ سے احمد کے معنے حامدیت کی تفضیل کے لئے ہوں گے بہت حمد کرنے والا۔ اور محمودیت کی تفضیل کے لئے ہوں گے بہت حمد کیا گیا۔ اور

اس صورت میں احمد کا لفظ احمدیت اور محمدیت دونوں حقیقتوں کا حامل اور دونوں کے مفہوموں پر مشتمل سمجھا جائے گا۔ اور اسی مشترکہ حقیقت کی رو سے حضرت اقدس سیدنا احمد قادیانی نے اپنی بعض تحریرات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع جمال و جلال کی حیثیت سے مکی اور مدنی دو زمانوں کی زندگی کے لحاظ سے محمد اور احمد دونوں صفتوں سے متصف قرار دیا ہے لیکن اپنے تئیں احمد کا مفہوم جو جامعیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور (العبد) احمد کے مسئول میں مسیح موعود سے بھی اس کا تعلق ہے اس بنا پر آپ نے مجرد احمد کا پہلو اپنے متعلق تسلیم فرمایا۔

اور آپ کا غلام احمد نام فیملی نیم ([illegible]) کے عرف کے رو سے بلحاظ ملکیت احمد [illegible] اور غلام احمد اور غلام قادر دونوں بھائی تھے۔ اصل نام احمد اور قادر ہی ہے۔ اور غلام زاید ہے۔ آپ کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضےٰ نے بھی دو گاؤں دونوں بیٹوں کے نام پر احمد آباد اور قادر آباد کے نام پر بسائے اور آباد کئے۔

(۱۰) حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جمالی اور جلالی شان کا جامع قرار دیتے ہوئے احمد کا جمالی نام مکہ کی زندگی کے متعلق ذکر کیا ہے اور محمد کا جلالی نام مدینہ کی جلالی زندگی کے متعلق۔ اور پھر مدینہ کی جلالی زندگی جو دس سالہ تھی آپ کی وفات کے بعد کا دور انہی دس سالوں کی زندگی کے اجمالی دور کی تفصیل میں مسیح موعود کے ظہور تک کے لمبے زمانہ تک چلتا رہا اور بلحاظ قوت و شوکت یہ زمانہ بارہویں صدی ہجری تک چلا اور تیرھویں صدی کا زمانہ جو فتنوں کے ہجوم کا زمانہ تھا اور جس میں ایک طرف علماء اسلام نے علی العموم علماء سُوء کی شقاوت میں مبتلا ہونا اختیار کر لیا اور دوسری طرف اسلامی حکومتیں برباد ہوتی چلی گئیں۔ تیسری طرف پادریوں اور آریوں کے سوامی دیانند اور پنڈت لیکھرام وغیرہ نے اسلامی تعلیم پر اعتراضات کی بوچھاڑ پر بوچھاڑ کا سلسلہ جاری کر دیا۔ اور یہی تیرھویں صدی تھی جس کی نحوستوں کی پے در پے خبریں مشتہر چلی آتی تھیں اور یہی وہ صدی تھی جس کے مجدد حضرت سید احمد بریلوی ظالموں کی خون آشام تلواروں سے شہید کر دیئے گئے۔ اور اسی نحوست کی طرف مہدی موعود کے ظہور کی ضرورت کے اظہار کے لئے ماہ رمضان میں سورج اور چاند کے خسوف اور کسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ اور چاند کو رمضان کی تیرھویں رات کو خسوف ہوا جو تیرھویں صدی کے پُرنحوست ابتلاؤں کی طرف قدرت کی طرف سے اشارہ تھا لیکن جب اسلام تیرھویں صدی میں سمندر کے منجدھار

کی طرح ایک بہت بڑے جزر کا ظہور ہوا۔ جس کے ظہور پر اسلام کا درد رکھنے والوں نے مرثیے لکھے اور حالی جیسے قومی شاعر نے نہایت ہی پُرسوز اور پُردرد مرثیہ لکھا۔ تیرہویں صدی میں اسلام جس بدترین تنزل اور بدحالی میں مبتلا ہوا اس کی نسبت مایوسی کا عالم اسلامیانِ ہند پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ جس کی نسبت ذیل کا مایوسی سے لبریز کلام مرثیہ خوانی کر رہا ہے ؎

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے ÷ اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد ÷ دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

تیرھویں صدی میں اسلام کی یہ حالتِ تنزل و ادبار درحقیقت حسبِ ارشاد وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ کے معنوں میں رات کے بعد نئے دن کی آمد آمد کی بشارت تھی۔ اور چاند کی سلخ کی راتوں اور محاق کی شبہائے تاریک و تار کے بعد نئے چاند کے طلوع کے لئے ایک مژدۂ جانفزا تھا۔ جو ہزارہا عیدوں سے بڑھ کر افسردہ قلوب کے اندر مسرت اور فرحت کی لہر پیدا کرنے والا ہوا۔ اور چودھویں صدی کے آغاز اور سر صدی پر اس موعود الاقوام اور مہدیٔ اسلام کے ظہور کی منادی ہزارہا آیاتِ بیّنات اور نشانات و علامات اور شہاداتِ حقّہ کے ساتھ شروع ہو گئی۔

اور آنحضرت صلعم کی جمالی زندگی جو مکّہ میں اسم احمدؐ کی جمالی نسبت سے اجمالی نقشہ دکھانے والی ہوئی اس کا تفصیلی طور پر چودھویں صدی کے سر پر بشارتِ احمدؐ رسول کے مطابق حضرت احمدؑ قادیانی کے وجود کے ذریعے شروع ہوا۔ اور پھر قیامت تک دَورِ احمدیت کا لمبا سلسلہ باعثِ برکات و ائمہ وجود پذیر ہوتا رہے گا۔

(۱۱) احمد جو افعل التفضیل کے وزن پر اسم تفضیل کے معنوں میں ہے اور جیسا کہ اُوپر بیان ہوا فاعل اور مفعول دونوں سے احمد کی تفضیل حامدیت اور محمودیت دونوں کے لئے مسلّم ہے۔ اور ایک ہی صیغہ کا بصورت اشتراکِ مفہوم حامد کے لئے بھی احمد ہونا اور محمود کے لئے احمد ہونا یعنی محمّد کے معنوں میں اس سے بشانِ بلاغت ایک اعجازی بشارت کے طور پر احمد کے نام کو پیش کیا گیا ہے۔ اور طبعی ترتیب چونکہ اس بات کی مقتضی ہے کہ احمد سے محمّد کا وجود پہلے ظہور فرما ہو۔ اور محمّد کی محمدیت کے لئے حمد کرنے والا احمد محمّد کے بعد ہو اس لئے اس اشتراکی مفہوم کی رو سے

لفظ احمدؐ کے مفہوم سے محمدؐ کے نہ. بکا مفہوم مقام سبقت و تقدم کے اقتضاء سے ضرور ہے کہ پہلے ظہور فرما ہو اور احمدؐ بتفصیل حامدیت بعد میں۔

اس صورت میں، بشارتِ احمدؐ رسول میں محمدؐ اور احمدؐ یعنی محمدؐ جو صاحب شریعت رسول ہے اور احمدؐ جو تابع شریعت اور نائب محمدؐ رسول ہے دونوں کی پیشگوئی ایک ہی لفظ میں پیش کرنا اور ایک ہی لفظ تابع اور متبوع دونوں طرح کے رسولوں کے لئے کافی ہونا حیرت آفریں اور تعجب انگیز اعجازی کرشمہ ہے۔ اور اِن دونوں رسولوں کی پیشگوئی کی طرف اشارہ فقرہ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ کے لفظ مِنْ بَعْدِیْ میں بھی پایا جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ مسیحؑ نے تبشیر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدؐ رسول میرے بعد سے آئے گا۔ صرف بَعْدِیْ نہیں فرمایا بلکہ مِنْ بَعْدِیْ فرمایا ہے۔ اور بَعْد کا لفظ ظرف ہے جو مظروف کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے فقرہ میں مسیحؑ کے تابعداروں کی نسبت خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ کافر یہودیوں پر ہمیشہ ہی فوق رہیں گے یعنی فائق رہیں گے۔ اور فوق جو ظرف ہے اس سے مراد فوق اور فوقیت والے ہیں جو فائق ہیں اور فوق ظرف کے لئے مظروف۔ اسی طرح بَعْد جو ظرف ہے اس سے بعدیت والا رسول مراد ہے یعنی محمدؐ رسول اللہ اور مِنْ بَعْدِیْ سے احمدؐ رسول مراد ہے جو محمدؐ سے ہوگا۔ اور محمدؐ کے بعد بطور نائب ہوگا۔ اور مِنْ بَعْدِیْ کا مِنْ حضرت ابراہیمؑ کے قول فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ کے لفظ مِنِّیْ کے معنوں میں ہے۔ سو جن معنوں میں مِنِّیْ کا مِنْ ہے انہی معنوں میں مِنْ بَعْدِیْ کا مِنْ ہے۔ یعنی بعد میں آنے والے رسول سے یعنی اس کی اتباع کی نسبت رکھنے والا ہوگا۔

تو جو مفہوم مِنْ بَعْدِیْ کے فقرہ سے محمدؐ اور احمدؐ کی بشارت کے لئے پیدا ہوتا ہے وہی لفظ احمدؐ کے اندر سے اشتراکی مفہوم کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح احمد کے لفظ کے اندر سے اشتراکی مفہوم کی رو سے محمدؐ رسول اللہ صلعم کے ظہور کو طبعی ترتیب کے رو سے تقدم حاصل تھا، اسی طرح مِنْ بَعْدِیْ کے فقرہ میں بھی بعد والے رسول یعنی محمد رسول اللہ صلعم کے ظہور کو ترتیب طبعی کے اقتضاء کے ماتحت تقدم حاصل ہے۔ اور مِنْ بَعْدِیْ کے مِنْ سے احمدؐ کو جو تابعِ شریعتِ محمدیہ رسول ہے اُسے بلحاظ ترتیب طبعی تاخر میں رکھا ہے۔ اور حضرت اقدس احمدؑ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارتِ احمدؐ رسول سے جہاں کبھی اپنے موعود اور مصداق

ہونے کے ذکر کے علاوہ اس بشارتِ احمدؐ رسول کا مصداق آنحضرت صلعم کو بھی قرار دیا ہے وہ صرف انہی متذکرہ وجوہ کی بناپر ذکر کیا ہے۔ اور محمدؐ عربی اور احمدؐ ہندی دونوں کا ایک ہی بشارت کا مصداق ہونا بہ نسبتِ لزوم و بہ کیفیتِ معلوم ایک دوسرے کے لئے مزاحم نہیں ہوسکتا۔

پس ان پیش کردہ امور سے بشارتِ احمدؐ رسول کو خواہ کسی جہت سے بھی دیکھیں اس بشارت کے اندر مسیح موعود کی پیشگوئی بھی پائی جاتی ہے، جو احمدؐ رسول ہے اور نائب محمدؐ رسول اللہ کیونکہ محمدؐ اور احمدؐ باعتبار نسبتِ لزوم ایکدوسرے کے لئے لازم و ملزوم کے طور پر پائے جاتے ہیں۔

فتدبّر! ثم تدبّروا! بالقلب الشہید والبصر الحدید والحق یتحقق بالقول السدید۔ والحمد للہ علی ذالک ثم کذالک۔

ساتویں سوال کا جواب!

آپ کا ساتواں سوال اس بارہ میں ہے۔ کہ "حضرت مرزا صاحبؑ پہلے اسکے قائل تھے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئینگے اسکے بعد انہوں نے کس وقت اس عقیدہ کو تبدیل کیا جس وقت پہلی دفعہ مرزا صاحبؑ نے اس عقیدہ کو بدلا ہے اسکے الفاظ مجھے نقل کرکے بھیجدیں اور کتاب کا حوالہ دیں"

اسکے جواب میں واضح ہو کہ تصنیف کے لحاظ سے پہلے جس کتاب میں یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ مسیح ابن مریم دوبارہ دُنیا میں آئینگے وہ براہین احمدیہ حصہ چہارم ہے۔ پھر جس کتاب میں اس عقیدہ کو بدل کر یہ تحریر فرمایا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوچکے ہیں اور آنیوالا موعود مسیح درحقیقت مسیح محمدی ہے۔ جو مسیح اسرائیلی کی مماثلت میں بھیجا گیا وہ کتاب فتح اسلام ہے۔ اور براہین احمدیہ جس میں مسیح ابن مریم کی دوبارہ آمد کا عقیدہ تحریر فرمایا وہ ۱۸۸۰ء اور ۱۲۹۷ھ ہجری میں شائع ہوئی اور فتح اسلام ۱۸۹۱ء میں تصنیف ہو کر شائع کی گئی۔ اور مفصل طور پر مسیح ابن مریم کے فوت ہونیکے دلائل اور اپنے آنیکا ذکر مع شہادات و علاماتِ زمانہ کتاب ازالۂ اوہام و تحفہ گولڑویہ وغیرہ میں تحریر فرمائے ہیں کسی وقت کتاب فتح اسلام جس میں سب سے پہلے مسیح ابن مریم کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونیکا اعلان فرمایا آپ کی خدمت میں انشاءاللہ بھیجدی جائے گی۔

ہاں آپ کو اگر اس تبدیلئ عقیدہ کے متعلق دل میں سوال پیدا ہو تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ وہ پیشگوئی جو خدا نے علام الغیوب کی طرف سے اپنے نبیوں کے ذریعے کیجاتی ہے اسکی اصل کیفیت اور اصل حقیقت بھی خدا ہی بتا سکتا ہے۔ اور اس پیشگوئی کا من کل الوجوہ علم بھی اس موعود کو ہی دیا جاتا ہے جسکے حق میں وہ پیشگوئی کیجاتی ہے۔ اور قبل از ظہور پیشگوئی بہت ممکن ہے کہ

انسان پیشگوئی کا مطلب کچھ کا کچھ سمجھے اور محکمات کو متشابہات اور متشابہات کو محکمات کے معنوں میں سمجھ لے اور حقیقت کو پورے طور پر سمجھنے سے قاصر رہے۔ اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے پیشگوئیوں کے بارہ میں فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا یعنی غیب دانی کا کمال صرف اللہ ہی کیلئے ہے وہ عنقریب جب اپنے نشانات جو پیشگوئی کے طور پر بتائے گئے ہیں دکھائیگا اور اپنے قول کی حقیقت کو اپنے فعل سے ظاہر کریگا تب تم ان پیشگوئیوں کے نشانوں کو اپنی حقیقت کے رو سے شناخت کرسکو گے ورنہ قبل از ظہور پیشگوئی پیشگوئی کا کامل علم اور اسکی من کل الوجوہ معرفت صرف اللہ تعالیٰ کے علم تک ہی محدود اور مخصوص رہیگی۔ اور اسکی مثالیں قرآن و حدیث اور عہد عتیق اور عہد جدید میں بہت کچھ پائی جاتی ہیں اور بحیثیت مسلم خود آپ کے مسلمات میں سے ہیں مثلاً آنحضرت صلعم کے مبعوث اور موعود ہونیکی پیشگوئی جو تورات اور انجیل میں حسب ارشاد قرآنی اَلرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ کے الفاظ میں آپ کیلئے بھی مسلمات میں سے ہے کہ ایک اُمی نبی اور رسول کے آنیکی پیشگوئی تورات اور انجیل میں ذکر کیگئی ہے جسکی مصداق اور صحیح مصداق حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کی ذاتِ مقدس ہے۔ اور یہ بات آپکو بھی مسلم ہے کہ فی الواقع اس ذکر کردہ پیشگوئی کا مصداق حضرت محمدؐ رسول اللہ ہی کا وجود ہے لیکن اس پیشگوئی کو یہود اور نصاریٰ آنحضرت صلعم کے حق میں نہیں سمجھتے اور نہ ہی اس پیشگوئی کا مصداق آپ کو قرار دیتے ہیں۔ بلکہ پیشگوئی میں جو موسیٰ کی کتاب استثناء باب ۱۸ میں موسےٰ کے مثیل اور موسیٰ کے بھائیوں میں سے ایک رسول کے حق میں ذکر کیگئی ہے۔ یہود اور نصاریٰ اس مثیل کو کسی اسرائیلی رسول کیلئے سمجھتے ہیں اور موسےٰ کے بھائیوں سے مراد اسماعیلیوں کو نہیں سمجھتے بلکہ اسرائیلیوں کو سمجھتے ہیں۔ اور انکا انکار اسی بنا پر ہے کہ محمدؐ رسول اللہ صلعم اسرائیلیوں میں سے نہیں آئے بلکہ اسماعیلیوں میں سے آئے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ مثیل موسیٰ رسول کی پیشگوئی کے مصداق نہیں ہوسکتے۔ اب بھائیوں کا لفظ اسرائیلیوں کے متعلق بھی ہوسکتا ہے اور اسماعیلیوں کے متعلق بھی لیکن یہود اور نصاریٰ اپنی قوم کو جو بنی اسرائیل ہے اور اسماعیلیوں کی قوم سے قریب تر ہے۔ اسی سے اس مثیل موسیٰ کو تلاش کرتے ہیں حالانکہ علامات کثیرہ کی رو سے جو علاوہ کتاب استثناء کے زبور اور غزل الغزلات اور یسعیاہ نبی کی کتاب اور دانیال نبی کے صحیفہ میں مذکور ہیں صفائی اور صراحت کیساتھ وہ علامات عرب کی سرزمین میں ظاہر ہونیوالے رسول کے حق میں پائی جاتی ہیں جو اسماعیلیوں میں سے مبعوث کیا گیا اور عرب میں چونکہ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل کے بسنے والی ہے اسلئے آنیوالے عربی رسول کو الرسول النبی الامی کے لفظ سے الامی قرار دیا گیا یعنی ام القریٰ

جو مکہ کا نام ہے اسکا رہنے والا اور اُمّیّ کے لفظ میں گو اُمّ القریٰ کی نسبت سے آپ کے مکی ہونیکی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے لیکن چونکہ مکہ میں خالص حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ہی کی نسل آباد ہے اسلئے علاوہ مکی ہونیکے اُمّیّ کے لفظ میں آپ کے اسمٰعیلی ہونیکی طرف بھی اشارہ تھا جس سے موسیٰؑ کے بھائیوں میں سے مثیل موسیٰ کے آنیوالے رسول کی پیشگوئی آپ ہی کے حق میں پائی جاتی ہے اور اسرائیلیوں میں سے کسی رسول نے بھی مثیل موسیٰ رسول کی پیشگوئی کا مصداق ہونیکا دعویٰ نہیں کیا سوا محمد رسول اللہ صلعم کے جو اسمٰعیلی رسول ہیں۔ چنانچہ سورہ مزمل میں اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کے ارشاد میں بڑے زور سے مثیل موسیٰ ہونیکی پیشگوئی کا مصداق ہونا پیش کیا گیا ہے اور آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا الخ میں جو وعید مفتری اور جھوٹے مدعی رسالت کی نسبت تورات کے بیان کردہ وعید کے مطابق پیش کیا گیا ہے کہ مفتری کو قتل کیا جاتا ہے آنحضرت صلعم باوجود دعویٰ رسالت اس وعید سے محفوظ رہے۔ اور قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى کے وعید سے بھی کہ مفتری خائب و خاسر رہتا ہے آپ محفوظ رہے اور وعدہ نصرت و فتوحات جو وعدہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا الخ میں پیش کیا گیا اسکے مطابق آیت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کے رو سے آپ نے نصرت اور فتح کا نظارہ اور فوج در فوج لوگوں کا اور قوموں کا دین اسلام میں داخل ہونے کا خوش منظر بھی آپ نے دیکھا اور بالآخر کامیابی کیساتھ طبعی موت سے وفات پانیوالے ہوئے اور آپ کے بعد بھی موسیٰؑ کے سلسلۂ خلفاء کیطرح حسب ارشاد لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سلسلۂ خلفاء آجتک برابر ظہور میں آتا رہا اور آج بھی موسیٰ کے آخری خلیفہ مسیح ابن مریمؑ کی مماثلت میں حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے گئے۔

باوجود آنحضرت صلعم کی صداقت کے اس لمبے سلسلہ کے پائے جانے کے قوم یہود و نصاریٰ جو آج تک منکر چلے آتے ہیں ہر طرح کے نشانوں اور معیاروں کی تصدیق کے باوجود انکار پر انکار ہی کئے جاتے ہیں۔ سو یہ انکار کسی حقیقت کی بناء پر نہیں بلکہ حسد اور عناد اور خود روی اور خودی کے حجابوں کی وجہ سے ہے۔ تاہم یہ تو ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے نہ سمجھنے اور اسکے قبول کرنے سے قوموں کی قومیں غلطی اور غلط فہمی میں مبتلاء ہو سکتی ہیں جیسے کہ یہود اور نصاریٰ کی قوم ابتک مثیل موسیٰ رسول کی پیشگوئی جو آنحضرت صلعم یعنی عربی اور مکی رسول کے حق میں تھی قبول نہیں کرتے۔ اور خود قرآن کریم میں یہی لکھا ہے کہ جب تک آنحضرت صلعم کو قرآنی وحی سے نہیں بتایا گیا کہ اس مثیل موسیٰ رسول کی پیشگوئی کے آپ ہی مصداق ہیں آپ اس راز کو قبل از اطلاع وحی نہیں سمجھ سکے۔ اور جب آپ نے اپنی ازواج کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا اَسْرَعُكُنَّ لُحُوْقًا بِيْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا کہ میری وفات

کے بعد پہلے جو بیوی مجھے ملنے والی ہے وہ لمبے ہاتھ والی ہے۔ اِس پر ازواجِ مطہرات نے جب ہاتھ ماپے تو لمبے ہاتھ حضرت سودہؓ کے ظاہر ہوئے لیکن آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب حضرت زینبؓ کا وصال ہوا تو سب کو حیرت ہوئی کہ فوت تو حضرت سودہؓ نے پیشگوئی کے مطابق ہونا تھا، حضرت زینبؓ کیسے فوت ہوئیں۔ پھر جب مزید غور کیا گیا تو یہ بات کھلی کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت اور کریم النفسی کی صورت میں لمبا ہاتھ ہے کیونکہ انسان محتاجوں اور مسکینوں کو کچھ دینے کے وقت لمبا ہاتھ کرتا ہے۔ اور اس طرح کا لمبا ہاتھ جو بلحاظ سخاوت وکریم النفسی کے پایا جاتا ہے یہ خوبی سب ازواج کی نسبت صرف حضرت زینبؓ سے مخصوص تھی۔ پس انکشاف پر پیشگوئی قابلِ تصدیق ہوگئی۔ لیکن قبل از ظہورِ پیشگوئی کوئی نہ سمجھ سکا کہ لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری لمبا ہاتھ ہے جو متبادر الی الذہن معنوں سے تعلق رکھتا ہے یا اس کے سوا کوئی اور معنٰی ہے جو متشابہات کے طور پر تاویل سے تعلق رکھتا ہے۔

اِسی طرح حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قبل از اطلاع وحی کہ آپؑ ہی مسیح موعود ہیں اور یہ کہ مسیح موعود کی پیشگوئی آپؑ ہی کے حق میں ہے اور آپؑ ہی مسیح کی دوبارہ آمد کے مصداق مسیح ہیں، جبکہ خدا کی کھلی وحی سے آپؑ کو اطلاع نہیں دی گئی آپؑ نے اسی قومی اور پہلے عقیدہ کا اظہار کیا جو بالصراحت اِس بات کی دلیل ہے کہ آپؑ کس قدر اعلیٰ شان کے تقویٰ شعار بزرگ تھے۔ نیز یہ کہ آپؑ کسی منصوبہ اور افتراء کا ارتکاب کرنے والے نہ تھے۔ یہی تو وجہ تھی کہ آپؑ نے سادگی اور عدمِ بناوٹ سے اپنی پہلی تصنیف میں جو براہینِ احمدیہ کے نام سے شائع ہوئی صاف طور پر لکھ دیا کہ مسیح ابن مریم دوبارہ آنیوالے ہیں۔

اب جوبات قابلِ تعریف ہے وہ کسی شریف اور حق شناس انسان کے نزدیک قابلِ اعتراض نہیں ہوسکتی۔ اور آپ کو ہم شریف اور حق شناس اور حق پسند اور حق پذیر ہی سمجھتے ہیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر (۷۰) کتابیں

(صرف)

پچیس (۲۵) روپے میں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں ، صرف پچیس (۲۵) روپے میں فروخت ہو رہی ہیں پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں اسلئے قیمت پچیس روپے کردی گئی ہے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریۃ	ایام الصلح
آئینہ کمالات اسلام	اربعین ہر چہار حصہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
ملفوظات	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجۃ النور

یہ سب کتابیں نئی ہیں آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں!

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو اردو ۔ قادیان۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۷۵

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نایاب کتب کا خزانہ

حیرت انگیز رعایات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل نایاب کتب جو صرف ہمارے ہاں سے ہی مل سکتی ہیں صرف چند کاپیاں موجود ہیں جلدی سے طلب فرما دیں ورنہ پھر ہاتھ نہیں آئیں گی جس قدر کتابیں منگوانی مقصود ہوں بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ پوسٹ آفس وہ صاف اور خوشخط لکھا جائے آرڈر کے ہمراہ دو روپیہ پیشگی ارسال فرما دیں۔

کرامات الصادقین	[illegible]	مباحثہ الحق لدھیانہ	[illegible]
حمامۃ البشریٰ	[illegible]	مباحثہ الحق دہلی	[illegible]
نور الحق ہر دو حصہ	[illegible]	تحفہ قیصریہ	[illegible]
سر الخلافہ	[illegible]	ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب	[illegible]
تحفہ بغداد	[illegible]	تحفہ حق	[illegible]
مباحثہ جنگ مقدس	[illegible]	آریہ دھرم	[illegible]
انجام آتھم	[illegible]	آئینہ کمالات اسلام	[illegible]
انوار الاسلام	[illegible]	خطبہ عید الفطر	[illegible]
سرمہ چشم آریہ	[illegible]		

اس کے علاوہ ہر قسم کی تبلیغی کتب آرڈر آنے پر روانہ کی جا سکتی ہیں بطور نمونہ چند تبلیغی کتب جن کی قیمت میں حیرت انگیز رعایت کر دی گئی ہے حسب ذیل ہیں:۔

فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ	[illegible]	کلید القرآن مع لغات القرآن	[illegible]
رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب	[illegible]	حمائل معرا خورد	[illegible]
براہین احمدیہ ریویو مولوی محمد حسین بٹالوی	[illegible]	خزینۃ العرفان یعنی تفسیر القرآن مجلد تفسیر ۲۶ پارے مکمل	۱۲ر
مقدس چارٹ بصورت کیلنڈر	[illegible]	پارہ الم	۸ر
چشمہ صداقت	[illegible]	پارہ سیقول	۶ر
در ثمین مجلد	[illegible]	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو بحالت قیام جرمنی میں تیار شدہ	للعہ
مفتاح القرآن (قرآن پاک کی ڈکشنری)	[illegible]		
تفسیر سروری ۸ پارے مکمل بے جلد	[illegible]		

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو اردو قادیان